ماہنامہ محدث لاہور

شمارہ نمبر:37 ــــ جلد نمبر 4 ــــ شمارہ نمبر 10،9 ــــ ستمبر، اکتوبر 1974ء ــــ رمضان، شوال 1394ھ

ماہنامہ 'محدث' لاہور کا اجمالی تعارُف

مُدیرِ اعلیٰ: حافظ عبدالرحمٰن مدنی   **مُدیر:** ڈاکٹر حافظ حسن مدنی

ماہنامہ 'محدث' لاہور، ہندوستان سے نکلنے والے ایک رسالے کی ارتقائی شکل ہے۔ جامعہ رحمانیہ دہلی سے نکلنے والے رسالے۔ جس کا نام محدث تھا کو پروان چڑھاتے ہوئے تقسیم ہند کے بعد دوبارہ ماہنامہ 'محدث' لاہور کے نام سے پاکستان میں معروف عالم دین ودانشور حافظ عبدالرحمٰن مدنی نے اس کا اِجراء کیا۔ یہ تحقیقی رسالہ 1970ء سے اب تک کامیابی وکامرانی سے شائع ہو رہا ہے، وللہ الحمد!

محدث کی علمی پہچان کے حوالے سے اتنا ہی کافی ہے کہ یہ ہر صاحبِ علم وفضل کی ضرورت بن چکا ہے کیونکہ اس کے مضامین جدید فکر کے حامل اور ملحدانہ افکار کیلئے شمشیرِ بے نیام کی حیثیت رکھتے ہیں۔

گھر بیٹھے 'محدث' وصول کیجئے!

قارئین کرام! گھر بیٹھے محدث حاصل کرنے کیلئے درج ذیل طریقہ کار اختیار کریں!

فی شمارہ: 20روپے   **زرِ سالانہ:** 200روپے   **بیرون ملک:** 20ڈالر

بذریعہ منی آرڈر / بینک ڈرافٹ 200 روپے بھیج کر سال بھر گھر بیٹھے محدث وصول کریں اور علمی و تحقیقی مضامین سے استفادہ کریں۔

ایڈریس: ماہنامہ محدث، 99جے، ماڈل ٹاؤن، لاہور 54700۔ **فون نمبر:** 35866476 / 3586639 - 042

موبائل: 0305 - 4600861

انٹرنیٹ پر محدث پڑھنے اور ڈاؤن لوڈ کرنے کیلئے درج ذیل ویب سائٹ دیکھئے!

www.mohaddis.com ____ www.kitabosunnat.com

مزید تفصیلات کیلئے: webmaster@kitabosunnat.com

اجرائے مُحدث کے مقاصد

عناد اور تعصّب قوم کیلیئے زہر ہلاہل کی حیثیت رکھتے ہیں!

لیکن تعصّبات سے بالاتر رہ کر افہام و تفہیم اُمت کیلیئے رحمت کا باعث ہے۔

علومِ جدیدہ سے ناواقفیت اور انکار، انسانی ارتقاء کو تسلیم کرنے میں بخل کا درجہ رکھتے ہیں!

لیکن قدیم علومِ اسلامیہ کو فرسودہ قرار دینا اور مذہبی روایات کے حاملین کو دَقیانوس بتانا اُمت کی تباہی کا سبب ہے۔

غیر مذاہب کے بارے میں معاندانہ رویہ اختیار کرنا اسلامی اَقدار کے منافی ہے!

لیکن دینِ اسلام پر غیر مذاہب کے حملوں کا دفاع نہ کرنا اور اسلام کی تبلیغ کا فریضہ سرانجام نہ دینا حمیت دینی اور غیرتِ اسلامی سے یکسر انحراف ہے۔

تبلیغِ دین اور اشاعت اسلام میں حکمتِ عملی کو نظر انداز کر دینا مصالح دینیہ کے خلاف ہے!

لیکن حلال اور حرام کے امتیاز میں رَواداری برتنا اور قوانین و مسائل اسلامیہ کو نرم کر دینا اسلامی روح کو کمزور کر دینے کے مترادف ہے۔

آئین و سیاست سے بیگانہ رہ کر عبادت کیلیئے گوشہ نشین ہو جانا زندگی سے فرار ہے!

لیکن جدا ہو دین سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی۔

جاہل کو دور ہی سے سلام کر دینا عبادِ صالحین کے اَوصاف میں داخل ہے!

لیکن جاہلیت کو مٹانا اور باطل کا تعاقب کرنا عین جہاد ہے۔

اگر آپ ایسا منصفانہ اور معتدلانہ رویہ پسند کرتے ہیں تو

ماہنامہ مُحدّث لاہور

کا مطالعہ فرمایئے، آپ اس کو ان جملہ صفات و محاسن سے مزین پائیں گے، ان شاءاللہ! کیونکہ اس کے مضامین اسی مخصوص طرزِ فکر کے حامل ہوتے ہیں۔

فہرست

قومی اسمبلی کا فیصلہ۔ مرزائی غیر مسلم اقلیت ہیں 2
التفسیر والتعبیر 4
استفتاء 16
اسلامی رصد گاہ 30
اسلامی یونیورسٹی مدینہ منوّرہ کی اعلیٰ مشاورتی کمیٹی کی سفارشات 37

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
www.KitaboSunnat.com

فکر و نظر

قومی اسمبلی کا فیصلہ۔ مرزائی غیر مسلم اقلیت ہیں

پاکستان کی قومی اسمبلی کی نمائندہ کمیٹی کا 7 ستمبر 1974ء کا فیصلہ اور دونوں ایوانوں کی 'مہر تصدیق' پاکستانی قوم بلکہ کل عالمِ اسلام کے لئے ایک عظیم 'نوید مسرت' تھی جس پر حکومت پاکستان اور عوامی رہنماؤں کو دل کھول کر 'دادِ تحسین' بھی ملی۔ اگر یوں کہا جائے کہ اس اعلان سے سیاسی سطح پر 'حزبِ اقتدار' کی کافی عرصہ سے گرتی ہوئی ساکھ کو سنبھالا ملا تو غلط نہ ہو گا لیکن۔۔۔ گھٹا اُٹھے، بادل آئیں، بجلی کوندے اور شور مچے کہ 'چھما چھم بارش برسی، اور باہر جھانک کر دیکھا تو: زمین کے کسی گوشے میں کوئی نمی نظر نہیں آتی، بوند تک دکھائی نہیں دیتی اور جو باہر سے آئے ان میں سے کسی کے تن اور کپڑے پر مینہ کا کوئی قطرہ نہ پڑا، پوچھا تو انہوں نے بھی یہی کہا کہ: ہم نے بھی سنا ہے کہ بارش ہوئی ہے، بلکہ ہو رہی ہے، لیکن ہم حیران تھے کہ، شاید ہمارے حواس کو کچھ ہو گیا ہے یا کہنے والے بہک رہے ہیں، یہاں آکر ہمیں بھی پتہ چلا کہ آپ اسی مخمصہ میں پڑے سوچ رہے ہیں۔

بالکل اسی طرح ہمارا بھی حال ہے، سنتے ہیں کہ، قومی اسمبلی نے مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا ہے، لیکن ملک میں اس کے کوئی آثار نظر نہیں آتے۔ ربوہ میں ان کی ریاست ویسے ہی قائم ہے جیسے کبھی تھی۔ کلیدی اسامیوں پر ان کا ویسے ہی تسلط ہے جیسے پہلے تھا، ہماری عبادت گاہوں کے نام پر وہ ویسے ہی اپنی عبارت گاہوں کے نام رکھتے ہیں جیسے رکھتے تھے، ان کے اوقاف اسی طرح محفوظ ہیں جیسے ہوتے تھے، بیرون ملک مختلف طاقتوں سے جیسے پہلے اندرون ملک مداخلت کرنے کے لئے سازش کیا کرتے تھے ویسے اب بھی کر رہے ہیں، الغرض: ان سے کوئی پوچھے کہ: جناب! قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا ہے، وہ غیر مسلم اقلیت کیا شے ہوتی ہے، کہاں رہتی ہے۔ اُس کے خارج میں کیا نشان اور علامات ہیں، ان کو کیسے پہچانا جاتا ہے، ہم اسے پہچاننا چاہیں تو کیسے پہچانیں! ہمارے خیال میں، بجز اس کے کہ: وہ مسکرا دیں اور کیا جواب دے سکیں گے! یوں محسوس ہوتا ہے کہ: جب تک اس کے لئے بھی کوئی سیاسی داعیہ پیدا نہیں ہو گا، اس وقت تک کچھ بھی نہیں ہو گا پیپلز پارٹی اور اس کے رہنما کوئی کام کریں یا مطالبہ مانیں اور پھر اس کے عوض، قوم سے کچھ سیاسی خراج بھی وصول نہ کریں۔

ایں خیال است و محال است و جنوں

بکری دودھ دیتی ہے پر مینگنیاں ڈال کر، وہی کچھ اب اس سلسلے میں ہو رہا ہے۔ کوئی صاحب ان سے کہے کہ: بھئی اگر کام کرنا ہے تو سیدھے طریقے سے کرو اور کرنے کی طرح کرو، نخرے کیوں کرتے ہو؟ اگر نیک نیتی سے کہا ہے تو اللہ آپ کو اس کا اجر دے گا، اور یہی اللہ سے دعا ہے کہ اس کے عوض آپ کو اتنا دے کہ: آپ کو اس تاریخی فیصلہ کے کاروبار کی حاجت ہی نہ رہے۔ یقین کیجئے! وہ ایسا ہی کرتا ہے، بشر طیکہ آپ بھی اپنے کو اس کا اہل ثابت کر دیں۔

شیعہ کا نصاب۔ الگ قرار دے دیا گیا

ملکی آئین اور دستور میں ان اسلامی قوانین اور دستور کی ضمانت دی گئی ہے، کتاب و سنت جن کی متقاضی ہے، باقی رہے، مختلف مکاتب فکر کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اپنے اپنے دائرے؟ سوان کو اس حد تک اپنانے اور زندہ رکھنے کی کھلی چھٹی ہو گی جس حد تک وہ مملکت کے مقررہ آئین اور قوانین سے متصادم نہیں ہو گی۔ گویا کہ صرف ملکی آئین اور قانون کو سرکاری حیثیت ہو گی، باقی جو بھی ہوں گے، وہ اکثریت میں ہوں یا اقلیت میں، ملک میں ان سب کی حیثیت نجی اور پرائیویٹ معاملے کی ہو گی اور ہونی چاہئے! کیونکہ ملکی آئین میں 'کتاب وسنت' کو اساس قرار دیا گیا ہے، کسی ایک یا کئی ایک مکاتبِ فکر کو نہیں۔ اگر اربابِ اقتدار ملک کی کسی ایک جماعت کے نجی مفاد کو سرکاری حیثیت دے کر مملکت پر اس کی سرپرستی اور ذمہ داری کا بوجھ ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں، ہمارے نزدیک مکمل آئین کی رُو سے وہ ایسا کرنے کا اختیار نہیں رکھتے، اس کے علاوہ یہ سوال پیدا ہو گا کہ ملک میں دوسری موجود جماعتوں کو کیوں نظر انداز کیا جائے؟

ان گزارشات کی ضرورت اس لئے پیدا ہوتی ہے کہ شیعہ حضرات جن کو ملک میں یقیناً کوئی خطرہ نہیں تھا وہ طویل عرصہ سے اصرار کر رہے تھے کہ سرکاری تعلیمی درسگاہوں میں ان کے لئے نصابِ تعلیم الگ تشخص کیا جائے جو وہ خود دیں۔ اب حکومت نے ان کا یہ مطالبہ تسلیم کر لیا ہے جو آئندہ ہائی کلاسز سے شروع ہو جائے گا۔ ہو سکتا ہے کہ کچھ لوگ یہ سوچتے ہوں کہ چونکہ مسٹر بھٹو کا تعلق شیعہ خاندان سے ہے اس لئے یار دوستوں نے ان کی دلجوئی کرنا ضروری خیال کیا ہو، لیکن ابھی تک ہم نے اس انداز سے نہیں سوچا اور نہ ہی اس کی ضرورت ہے۔ ہم جو سوچ رہے ہیں کہ، چونکہ حکومت 'چاند' تک اپنی کمندیں محض اس لئے ڈال رہی ہے کہ کسی طرح ملک میں عید ایک ہو تا کہ ملتِ اسلامیہ کی وحدت موجود اور مشہود ہو سکے، خدا جانے ان کا توسنِ ادراک یہاں آکر کیوں لنگڑانے لگ گیا ہے اور ان کو یہ کیوں خیال نہیں آیا کہ اس طرح ہر مکتب فکر اس کا مطالبہ کر سکتا ہے، اور اس کے بعد ان کو اس کا حق حاصل ہو گا۔ اگر یہ لے بڑھی تو اس کا کیا نتیجہ نکلے گا۔ اور یہ وحدت کس بری طرح 'اجزاء پریشان' کا شکار ہو جائے گی۔ اس کے علاوہ ہم سمجھتے ہیں کہ اب جو کچھ ہو، اسلام کی بنیاد پر ہو کیونکہ دنیا کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کے بغیر دوسرے تمام نجی افکار اور مذاہب پر اپنے مستقبل کی بنیاد رکھنے کے موڈ میں نہیں رہی۔ اگر آپ نے زبردستی ان کا بوجھ اس کے کندھے پر ڈالنے کا اصرار جاری رکھا تو ہو سکتا ہے کہ: لوگ سرے سے اسلام سے ہی منحرف ہو جائیں۔ کیونکہ غیر سرکاری افکار اور مساعی، تعلیم دین کی حد تک تو مبارک ہو سکتی ہیں، لیکن بجائے خود 'دین حق' نہیں کہلا سکتیں۔ اِس لئے ہم حکومت سے درخواست کریں گے کہ وہ اپنے اس فیصلے پر نظر ثانی کرے۔ تاکہ انتشار کی طاغوتی قوتیں کروٹ نہ لے سکیں اور ناحق مسٹر بھٹو کی ذات بھی موضوع بحث بننے سے بچ جائے۔ ہمارے نزدیک ہماری یہ گزارشات ملکی آئین کی روح سے عین مطابقت رکھتی ہیں، اس لئے ہمارا نہ سہی ملکی آئین کا ہی احترام انتشار اور افتراق کا ایک ایسا بیج بو دیا ہے جس کے مہلک نتائج شاید یہ 'خواہ سراء' اب احساس نہ کر سکیں بہر حال ان کو لازماً احساس ہو گا، لیکن ۔ بعد از خرابیٔ بسیار

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
www.KitaboSunnat.com

التفسیر والتعبیر

مولانا عزیز زبیدی وار برٹن

التفسیر والتعبیر

(قسط ۹)

اِنَّ اللهَ لَا يَسْتَحْيٖۤ اَنْ يَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوْضَةً فَمَا فَوْقَهَا ؕ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَيَقُوْلُوْنَ مَاذَاۤ اَرَادَ اللهُ بِهٰذَا مَثَلًا ۘ يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا ۙ وَّيَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا ؕ وَمَا يُضِلُّ بِهٖۤ اِلَّا الْفٰسِقِيْنَ. اَلَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَيَقْطَعُوْنَ مَاۤ اَمَرَ اللهُ بِهٖۤ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ.

یہ ایک واقعہ ہے کہ اللہ کسی مثال کے بیان کرنے میں (ذرہ بھی) نہیں جھینپتا (چاہے وہ مثال) مچھر کی ہو یا اس سے بھی بڑھ کر (کسی اور حقیر چیز کی) سو جو لوگ ایمان لا چکے ہیں وہ تو یقین رکھتے ہیں کہ یہ (مثال بالکل) ٹھیک ہے (اور یہ بھی یقین رکھتے ہیں کہ) ان کے پروردگار کی طرف سے ہے اور جو منکر ہیں وہ کہتے ہیں کہ اس (ذلیل) مثال کے بیان کرنے میں خدا کی کون سی غرض (اٹکی پڑی) تھی، ایسی ہی مثال سے خدا بہتیروں کو گمراہ کرتا ہے اور ایسی ہی مثال سے بہتریوں کو ہدایت دیتا ہے لیکن اس سے گمراہ کرتا (بھی) ہے (تو) بدکاروں کو جو پکا کیے پیچھے خدا کا عہد توڑ دیتے ہیں اور جن (تعلقات) کے جوڑے رکھنے کو خدا نے فرمایا ان کو قطع کرتے ہیں اور ملک میں فساد پھیلاتے ہیں۔ یہی لوگ (آخر کار) نقصان اُٹھائیں گے۔

لَا يَسْتَحْيٖ (نہیں جھینپتا، نہیں شرماتا)

عرب کے خانہ ساز الٰہ اور اصنام کی بے بسی اور بے کسی کا نقشہ کھینچتے ہوئے حق تعالیٰ نے فرمایا:

اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ؕ وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْئًا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ؕ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ (پ۱۷۔ الحج۔ ع۱۰)

”خدا کے سوا جن کو تم پکارتے ہو (وہ تو) ایک مکھی (بھی) پیدا نہیں کر سکتے، اگرچہ اس کے لئے وہ سب کے سب اکٹھے (ہی کیوں نہ) ہو جائیں۔ اور اگر مکھی ان سے کچھ چھین لے جائے تو اس کو اس سے چھڑا (بھی) نہیں سکتے (کیسے) بودے یہ (بت) ہیں جو (مکھی کے) پیچھے بھاگیں (اور اس کو پکڑ نہ سکیں) اور (کیسی) بودی (بے چاری مکھی) جس کا پیچھا کیا جائے (اور پھر بھی ہاتھ نہ آئے)“

دوسری جگہ بتایا کہ ان کی مثال تارِ عنکبوت (مکڑی کے جالے) کی ہے۔ مَثَلُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللهِ اَوْلِيَآءَ كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوْتِ اِتَّخَذَتْ بَيْتًا (پ۲۰۔ عنکبوت۔ ۴)

یہ بات، پتے کی بات تھی اور نہایت معنی خیز بھی، اگر وہ دیانت داری کے ساتھ سوچتے تو ہوش میں آنے کے لئے کافی تھی، لیکن ناس ہو ہٹ دھرمی، اوہام پرستی اور کج بنی کا کہ اور ہی الٹے چلے کہنے لگے کہ: مسلمانوں کا خدا بس مکھیاں ہی مارتا ہے، خدا کو خدا ہو کر مکھیوں مچھروں کی ہی مثالیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوجھتی ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے ان کے جواب میں فرمایا: اس میں شرمانے کی کون سی بات ہے، اگر میری نسبت سے دیکھو تو پھر بھی بجا ہے، کیونکہ میرے لیے جب ان کو پیدا کرنا برا نہیں تو ان کا نام لینا کیوں برا ہوگا؟ مگر باطل معبودوں کو سامنے رکھا جائے تو بھی ان کی بے بسی اور بے کسی کے اظہار کے لئے اِس سے بہتر اور معنی خیز طریقہ اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ نیز فرمایا، آپ تو مچھروں کی مثال پر سیخ پا ہو رہے ہیں اگر اس سے بھی کسی کمزور تر شے کا ذِکر کر دیا جائے تو بھی بے محل نہ ہوگا بلکہ اس سے بتوں کی صحیح پوزیشن اور صورت حال کے سمجھنے کے لئے اور مدد ملے گی۔ (فَمَا فَوْقَهَا)

فَیَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ (تو وہ یقین رکھتے ہیں کہ وہ بالکل ٹھیک اور حق ہے) حق تعالیٰ کے سلسلے میں قلبی طمانیت، خشوع و خضوع اور تسلیم و رضا شرط ایمان ہے اور صرف وہی ایمان رنگ اور برگ و بار لاتا ہے جو مندرجہ بالا اقدار کی اساس پر قائم ہوتا ہے، اس لئے بندۂ مومن کے سامنے جب حق تعالیٰ کی بات آجاتی ہے تو وہ سچی پیاس کے ساتھ اس کی طرف لپک پڑتا ہے فَیَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ میں اسی عظیم حقیقت کو بیان کیا گیا ہے۔ قرآن حکیم نے 'مسلم' کی اس کیفیت کو مختلف انداز میں ذکر کیا ہے۔

خشوع و خضوع اور بڑھ جاتا ہے:

وَاِذَا یُتْلٰی عَلَیْهِمْ یَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا وَّیَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنْ کَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا وَیَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ یَبْکُوْنَ وَیَزِیْدُهُمْ خُشُوْعًا (پ۱۵. بنی اسرائیل. ع۱۲)

جب ان کے روبرو (قرآنی آیات کی) تلاوت کی جاتی ہے تو ٹھوڑیوں کے بل سجدے میں گر پڑتے ہیں اور کہنے لگتے ہیں کہ ہمارا رب پاک ہے۔ واقعی ہمارے رب کا وعدہ پورا ہونا ہی تھا اور ٹھوڑیوں کے بل گر پڑتے ہیں (سجدے میں) روتے (جاتے) ہیں اور قرآن کی وجہ سے ان کی عاجزی (اور) زیادہ ہو جاتی ہے۔

اس میں کتنا سوز ہے۔ تسلیم و رضا کی کیا کیفیت ہے اور رب کے حضور کس قدر والہانہ انداز میں وہ تڑپتے ہیں؟ آپ کے سامنے ہے۔

شدید مزاحمت کے باوجود:

نفس و طاغوت کی شدید مزاحمت کے باوجود، ایمان ان کا گھٹتا نہیں اور بڑھتا ہے۔

وَمَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ اِلَّا فِتْنَةً لِّلَّذِیْنَ کَفَرُوْا لِیَسْتَیْقِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ وَیَزْدَادَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِیْمَانًا (پ۲۹. المدثر. ع۱۶)

”اور ان کی گنتی (بھی) اس غرض سے ٹھہرائی ہے کہ جو لوگ منکر ہیں ان کو اور زیادہ پریشانی ہو (اور) تاکہ اہل کتاب یقین کر لیں اور جو مسلمان ہیں، ان کا ایمان اور زیادہ ہو۔“

ذکر تھا کہ دوزخ پر 19 فرشتے تعینات ہیں، کیوں؟ کچھ خبر نہیں، بس اس پر منکر تو انکار میں اور تیز ہو گئے اور جو مسلمان تھے، ان کا ایمان اور بڑھ گیا۔ اپنا اپنا ظرف اور اپنا اپنا نصیب۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
www.KitaboSunnat.com

ان کی عید ہو جاتی ہے:

نزولِ وحی بارانِ رحمت ہے، مگر جو سمجھے چنانچہ جب کوئی سورت نازل ہوتی تو مسلمانوں کا ایمان اور بڑھ جاتا ہے اور ان کے لئے وہ دن یومِ عید ہو جاتا۔ یومِ غم وہ مناتے ہیں جو بد عملی میں مگن، جو سیر الی اللہ میں مصروف رہتے ہیں وہ تو چشم براہ رہتے ہیں کہ رب کا سندیسہ پھر کب آئے گا؟

وَإِذَا مَا أُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ اَيُّكُمْ زَادَتْهُ هٰذِهٖ إِيْمَانًا فَامَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَزَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّهُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ (پ۱۱۔ توبہ ع ۱۵)

"اور جس وقت کوئی سورت نازل کی جاتی ہے تو ان (منافقوں) میں سے کچھ لوگ ایک دوسرے سے پوچھنے لگتے ہیں کہ بھلا اس (سورت) نے تم میں سے کسی کا ایمان بڑھا دیا؟ سنیے جو مومن ہیں، اس نے ان کا ایمان بڑھایا اور وہ خوشیاں مناتے ہیں۔"

پکے اور سچے مسلمان:

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ إِذَا ذُكِرَ اللهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُه زَادَتْهُمْ إِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ. اَلَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ. أُوْلٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا (پ۹۔ الانفال۔ ع۱)

(سچے) مسلمان تو بس وہی ہیں کہ جب خدا کا نام لیا جاتا ہے تو ان کے دل دہل جاتے ہیں اور جب آیاتِ الٰہی ان کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو وہ ان کے ایمان کو اور بھی زیادہ کر دیتی ہیں اور وہ بہر حال میں اب اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں، جو نماز پڑھتے ہیں اور اس میں سے خرچ کرتے ہیں جو ہم نے ان کو روزی دی ہے۔ یہی پکے اور سچے مومن ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ آیاتِ الٰہی سن کر جن کا ایمان تازہ اور زیادہ ہوتا ہے، وہ لوگ ہوتے ہیں جو اللہ پر غیر متزلزل یقین اور اعتماد رکھتے ہیں، نمازیں قائم کرتے ہیں اور انفاق فی سبیل اللہ میں پیش پیش رہتے ہیں۔

خطرات میں اور نکھرتے ہیں:

سب سے کٹھن منزل میدانِ کارزار ہے، جب یہ پیش آجاتی تو حرارت ایمانی اور دو آتشہ ہو جاتی اور اپنے آپ کو پورا پورا خدا کے حوالے کر دیتے۔ چنانچہ جب غزوۂ احزاب پیش آیا تو کہا۔

وَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللهُ وَرَسُوْلُهٗ وَصَدَقَ اللهُ وَرَسُوْلُهٗ وَمَا زَادَهُمْ اِلَّا اِيْمَانًا وَّتَسْلِيْمًا (پ۲۱. احزاب ع۳)

اور جب سچے مسلمانوں نے فوجیں دیکھیں، (تو) بولے، یہ تو وہی (موقع) ہے جو خدا اور اس کے رسول نے ہمیں پہلے بتا رکھا تھا اور اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا تھا اور اس سے ان کا ایمان اور تسلیم و رضا کی کیفیت اور زیادہ ہو گئی۔

هُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ فِيْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِيْنَ لِيَزْدَادُوْٓا اِيْمَانًا مَّعَ اِيْمَانِهِمْ (پ۲۶. الفتح. ع۱)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

وہ (خدا) ہی تو تھا جس نے مسلمانوں کے دلوں میں طمانیت نازل فرمائی تاکہ ان کے پہلے ایمان کے ساتھ اور ایمان زیادہ ہو۔

اگر دشمن ان کو ڈرانے اور ہراساں کرنے کے لئے کوئی کوشش کرتے تو ان کا ایمان اور بڑھ جاتا اور اللہ پر پہلے سے زیادہ بھروسہ کرنے لگتے۔

اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ (پ۴. آل عمران. ع۲)

(یہ) وہ لوگ (ہیں) جن کو لوگوں نے (آکر) خبر دی کہ (مخالف) لوگوں نے تمہارے (ساتھ لڑنے کے) لئے (فوج کی) بڑی بھیڑ جمع کی ہے۔

(ذرہ) ان سے ڈرتے رہنا تو (ڈرنے کے بجائے) ان کا ایمان اور زیادہ ہو گیا اور بول اُٹھے کہ ہم کو اللہ کافی ہے۔

اصل قصہ یہ ہے کہ: جب مشکل گھڑی پیش آجاتی ہے تو عموماً وہی ہستی یاد آتی ہے جس سے حسنِ ظن، پیار اور جس پر پورا پورا اعتماد ہوتا ہے۔ جیسے بچہ ڈر کے موقع پر جب پناہ ڈھونڈتا ہے، تو ماں ہی کی پناہ لیتا اور آغوش رحمت ڈھونڈتا ہے۔ چونکہ سب سے زیادہ ان کو خداوند تعالیٰ سے تعلق تھا اس لئے جب ڈرانے دھمکانے کی باتیں ہوتیں تو وہ اپنے خدا کی طرف لپکتے تھے۔

وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا (ہاں جو منکر ہیں) ہر وہ آیت جو نازل ہوتی، اس کا وہ انکار کرتے، اس لئے یکے بعد دیگرے انکار کی وجہ سے ان کے کفر و طغیان میں اضافہ ہی ہوتا رہتا تھا۔ قرآن حکیم نے ان کی اسی کیفیت کو یوں بیان فرمایا ہے۔

کفر وطغیان:

وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّا اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّكُفْرًا (پ۶. مائدہ. ع۱۰)

(تو یہ قرآن) جو تمہارے رب کی طرف سے نازل ہوا ہے ان میں سے بہتوں کی سرکشی اور کفر کے زیادہ ہونے کا ضرور باعث ہوا۔

نفرت:

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِيَذَّكَّرُوْا ؕ وَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا نُفُوْرًا (پ۱۵. بنی اسرائیل. ع۴)

اور ہم نے اس قرآن میں (لوگوں کو) طرح طرح سے سمجھایا تاکہ یہ لوگ (کسی طرح سمجھیں، مگر اس سے ان کی نفرت ہی بڑھی۔

بڑی سرکشی:

وَنُخَوِّفُهُمْ فَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا طُغْيَانًا كَبِيْرًا (پ۱۵. بنی اسرائیل. ع۶)

اور ہم ان کو (طرح طرح سے) ڈراتے ہیں لیکن ہمارا ڈرانا اس کی سرکشی کو اور زیادہ کرتا ہے۔

قرآن کے ساتھ ان کا معاملہ:

جب کوئی سورت نازل ہوتی تو وہ جیسی کچھ حرکتیں کرتے، نہایت عامیانہ ہوتیں مثلاً کہتے: مَاذَآ اَرَادَ اللهُ بِهٰذَا مَثَلًا (پ۲۹. المدثر ع۱)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایسی مثال بیان کرنے میں خدا کی کون سی غرض (اٹکی پڑی) تھی۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَاِذَا مَا اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ نَّظَرَ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ ؕ هَلْ يَرٰكُمْ مِّنْ اَحَدٍ ثُمَّ انْصَرَفُوْا ؕ صَرَفَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ (پ۱۱. توبہ. ع۱۶)

اور جب کوئی سورت نازل کی جاتی ہے، ان میں سے ایک کی طرف ایک دیکھنے لگتا ہے پھر (یہ کہہ کر کہ) کہیں تم کو کوئی دیکھتا تو نہیں! (اُٹھ کر) چل دیتے ہیں۔ (یہ لوگ پیغمبر ﷺ کی مجلس سے کیا پھرے) اللہ نے ان کے دلوں کو (دینِ حق سے) پھیر دیا کیونکہ یہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کو مطلق سمجھ نہیں۔

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيَاتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا ائْتِ بِقُرْاٰنٍ غَيْرِ هٰذَا اَوْ بَدِّلْهُ (پ۱۱. یونس ع۲)

جب ہمارے واضح احکام ان کو پڑھ کر سنائے جاتے ہیں تو جن لوگوں کو ہم سے ملاقات کی امید نہیں وہ فرمائش کرتے ہیں کہ اس کے سوا کوئی اور قرآن لاؤ یا اسی میں (کچھ) ردوبدل کردو۔

فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكِرَةِ مُعْرِضِيْنَ. كَاَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنْفِرَةٌ. فَرَّتْ مِنْ قَسْوَرَةٍ. بَلْ يُرِيْدُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ اَنْ يُّؤْتٰى صُحُفًا مُّنَشَّرَةً (پ۲۹. المدثر. ع۲)

ان لوگوں کو کیا (بلا مارگئی) ہے کہ نصیحت (قرآن) سے (اس طرح) روگردانی کرتے ہیں گویا کہ وہ (جنگلی) گدھے ہیں (اور) شیر (کی صورت) سے بدک بھاگتے ہیں بلکہ ان کے تو یہ ارادے ہیں کہ ان میں سے ہر شخص کو (قرآن کے بجائے) کھلے ہوئے صحیفے دیئے جائیں۔

يَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِنْ هٰذَا اِلَّا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ (پ۷. الانعام ع۳)

منکرِ قرآن کہتے ہیں کہ قرآن (میں رکھا ہی کیا ہے اس میں) تو صرف اگلوں کی کہانیاں اور قصے ہیں۔

وَهُمْ يَنْهَوْنَ عَنْهُ وَيَنْئَوْنَ عَنْهُ (ایضاً)

اور یہ لوگ قرآن (کے سننے) سے دوسروں کو روکتے ہیں اور (آپ بھی) اس سے بھاگتے ہیں۔

منکرینِ حق کی یہ سرکشی اور چالیں ہیں، جن کی پاداش میں ان کے دل کا کوڑھ بڑھتا ہی گیا ہے۔

وَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا اِلٰى رِجْسِهِمْ وَمَاتُوْا وَهُمْ كٰفِرُوْنَ (توبہ رکوع ۱۶)

اور جن لوگوں کے دلوں میں مرض ہے تو اس (سورت) نے ان کی (پچھلی) خباثت پر ایک خباثت اور بڑھائی اور یہ لوگ کفر کی حالت میں مر گئے۔

انسان کی جیسی کچھ فطرت ہوتی ہے، مختلف لمحات میں عموماً وہی ترقی کرتی ہے، اچھی ہے تو اچھی، بد ہے وبد۔ اس سے مراد وہ عادات نہیں جو غلط ماحول کی وجہ سے بن جاتی ہیں، کیونکہ حالات کے بدل جانے سے وہ بدل جاتی ہیں بلکہ یہاں اس سے مراد خلقی مزاج اور افتادِ طبع ہے جو خاص حالات

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں بالخصوص کروٹ لیتی ہے جیسے یہاں۔

يُضِلّ بِه كَثِيْرًا (اس کے ذریعے خدا بہتوں کو گمراہ کرتا ہے) اس میں زاویۂ نگاہ کے نتائج کا بیان ہے۔ ایک شخص صحیح بات سے اتفاق کرکے پھل پاتا ہے، دوسرا اسی بات کا الٹا کرکے نقصان اُٹھاتا ہے۔ بس قرآن نے اس کو يُضِلُّ بِه كَثِيْرًا وَّيَهْدِىْ بِه كَثِيْرًا فرما کر بیان کیا ہے۔ حق تعالیٰ ضلالت کو پسند نہیں کرتا اس لئے وہ از خود کسی پر اس کو مسلط نہیں کرتا بلکہ گمراہی اور ضلالت کی نشاندہی فرما کر اس سے بچنے کی ہدایت کرتا ہے اور مزید کرم یہ کیا ہے، سمجھانے کو انبیاء بھیجے ہیں، اس کے باوجود اگر کوئی شخص انہی غلط راہوں پر دوڑنے کو ترجیح دیتا ہے تو پھر وہ جانے، ضلالت اس لئے فرمایا: اس سے صرف فاسق لوگ گمراہ ہوتے ہیں۔ قرآن کی رو سے لوگوں کی گمراہی کے ساماں یوں بنتے ہیں۔

بہانے بازی:

يُضِلُّ بِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُحِلُّوْنَه عَامًا وَّيُحَرِّمُوْنَه عَامًا لِّيُوَاطِئُوْا عِدَّةَ مَا حَرَّمَ اللهُ فَيُحِلُّوْا مَا حَرَّمَ اللهُ (پ۱۰. توبہ. ع۵)

جس کی وجہ سے منکر (راہِ حق سے) گمراہ ہوتے رہتے ہیں، ایک سال ایک مہینہ کو حلال سمجھ لیتے ہیں اور اسی کو دوسرے سال حرام کر لیتے ہیں (اس سے ان کی غرض یہ ہوتی ہے کہ) اللہ نے جو (چار مہینے) حرام کیے ہیں (اپنی گنتی سے) اس گنتی کو مطابق کر کے، اللہ کے حرام کیے ہوئے (مہینوں کو حلال کرلیں۔)

ایسی سبیل اور سکیم گھڑلینی کہ اس کے بعد حکم خداوندی سے پیچھا چھڑانا آسان ہو جائے، بہت بڑی بد دیانتی ہے گویا کہ وہ اپنے سامنے سے حق کا دروازہ خود بند کرتے ہیں۔

اہل اسراف اور اہل شک:

جو لوگ اسراف پسند ہیں اور ے بابر بہ عیش کہ عالم دوبارہ نیست کا نعرہ لگاتے ہیں اور حق تعالیٰ کی باتوں میں شکوک و شبہات کے گھوڑے دوڑاتے ہیں۔ وہ بھی گمراہ رہتے ہیں۔

كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُّرْتَابٍ (پ۲۴. المومن ع۴)

داعی حق کے مخالف:

جو لوگ ان بزرگوں کی مخالفت کرتے ہیں جو حق کے داعی کہلاتے ہیں۔ ضلالت ان کے لئے مقدر ہو جاتی ہے۔

وَمَنْ لَّا يُجِبْ دَاعِيَ اللهِ فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ فِي الْاَرْضِ وَلَيْسَ لَه مِنْ دُوْنِه اَوْلِيَآءُ ؕ اُوْلٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ (پ۲۶. احقاف. ع)

جو خدا کی طرف سے منادی کرتے ہیں، جو کوئی ان کی بات نہ مانے گا وہ روئے زمین پر خدا کو عاجز نہیں کر سکے گا۔ اور نہ خدا کے سوا (کوئی) اس کے حمایتی ہیں۔ یہ لوگ صریح گمراہی میں (پڑے) ہیں۔

شیطان کے رفیقِ سفر:

جو شیطان، سرکش، خدا کے نافرمانوں کے رفیقِ سفر ہوتے ہیں وہ گمراہی میں پڑ کر ہی رہتے ہیں۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَيَتَّبِعُ كُلَّ شَيْطٰنٍ مَّرِيْدٍ. كُتِبَ عَلَيْهِ اَنَّه مَنْ تَوَلَّاهُ فَاَنَّه يُضِلُّه (پ۱۷. الحج. ع۱)

اور لوگوں میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو بے جانے بوجھے خدا کے بارے میں جھگڑتے اور ہر سرکش شیطان کے پیچھے ہو لیتے ہیں، جس کی نسبت (خدا کے ہاں سے) یہ (حکم) لکھا جا چکا ہے کہ جو اس کی رفاقت کرے گا، وہ اس کو گمراہ کرے گا۔

جمہور کا اتباع:

اکثریت عوام کی ہوتی ہے، اور عوام کالانعام ہوتے ہیں۔ ان کی خدمت تو کی جا سکتی ہے لیکن ان سے رہنمائی حاصل نہیں کی جا سکتی، جو لوگ ان کی خواہشات کی حمایت کا دم بھرتے ہیں وہ بھٹک کر ہی رہتے ہیں جیسا کہ آج کل مغربی جمہوریت کے نام پر ہو رہا ہے۔

وَاِنْ تُطِعْ اَكْثَرَ مَنْ فِي الْاَرْضِ يُضِلُّوْكَ عَنْ سَبِيْلِ اللهِ (پ۸. الانعام. ع۱۴)

(اے پیغمبر!) اکثر لوگ تو دنیا میں ایسے ہیں کہ اگر ان کے کہنے پر چلو تو تم کو راہِ خدا سے بھٹکا کر چھوڑیں۔

دنیا جس قدر خدا سے دور 'جمہوری دور' میں ہوئی ہے، پہلے کبھی نہیں ہوئی تھی۔ اصل اور سچے خدا کے مقابلے میں 'ارباب متفرقون' نے لے لی ہے۔ صدق الله ورسوله. فاعتبروا یا اولی الابصار.

بے انصاف لوگ:

وَيُضِلُّ اللهُ الظّٰلِمِيْنَ (پ۱۳. ابراہیم. ع۴)

اللہ بے انصاف لوگوں کو گمراہ کرتا ہے۔

گمراہ کرنا ایک محاورہ ہے، یعنی ان کے لئے اس غلط روی کے نتائج مرتب فرماتا ہے۔

خواہشِ نفس کا اتباع:

نفس امارہ کا اتباع ضلالت کا بنیادی پتھر ہے اس لئے اس سے بچیے! ورنہ وہ گمراہ کر دے گا۔

وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللهِ (پ۲۳. ص. ع۲)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
www.KitaboSunnat.com

خواہشِ نفس کا اتباع مت کیجئے! (ورنہ) وہ آپ کو راہِ حق سے بھٹکا دے گا۔

جھوٹا ناشکرا:

جھوٹے اور ناشکرے بھی راہِ راست سے محروم رہتے ہیں۔

اِنَّ اللہَ لَا یَھْدِیْ مَنْ ھُوَ کٰذِبٌ کَفَّارٌ (پ۲۳۔الزمر)

جو جھوٹا اور ناشکرا ہو، اللہ اسے ہدایت نہیں دیتا۔

اِنَّ اللہَ لَا یَھْدِیْ مَنْ ھُوَ مُسْرِفٌ کَذَّاب (پ۲۴۔المومن۔ع۴)

خائن:

خائن بھی ضلالت سے نہیں بچ سکتے۔

اِنَّ لَا یَھْدِیْ کَیْدَ الْخَائِنِیْنَ (پ۱۳۔یوسف۔ع۷)

اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کی تدبیروں کو چلنے نہیں دیتا۔

دین کو مشکل سمجھنا:

دین سے تعلق نہ ہو تو اس کا ہر حکم مشکل محسوس ہوتا ہے جو سرتاپا ضلالت کی نشانی ہے اس آیت میں ان کی اسی کیفیت کو یوں بیان کیا گیا ہے۔

وَمَنْ یُّرِدْ اَنْ یُّضِلَّہٗ یَجْعَلْ صَدْرَہٗ ضَیِّقًا حَرَجًا کَاَنَّمَا یَصَّعَّدُ فِی السَّمَآءِ (پ۸۔الانعام۔ع۱۵)

اور وہ جس شخص کو گمراہ کرنا چاہتا ہے، اس کے سینے کو (دین حق کے بارے میں) تنگ اور بھچا ہوا کر دیتا ہے گویا اس کو آسمان میں چڑھنا پڑ تا ہے۔

یہ بیماری جس قدر مہلک ہے اس قدر عام بھی ہے۔

حق کی راہ مارنا:

جو حق کی راہ مارتے ہیں یعنی نہ خود چلتے ہیں، نہ کسی کو چلنے دیتے ہیں، وہ بہت ہی دور نکل جاتے ہیں۔

اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللہِ قَدْ ضَلُّوْا ضَلٰلًا بَعِیْدًا (پ۶۔النساء)

بے شک جنہوں نے (حق کا) انکار کیا اور راہِ خدا سے روکا، وہ بڑی دور بھٹک گئے۔

شرک:

شرک، تمام ضلالتوں کا ابو الاباء گناہ ہے، اس لئے فرمایا۔

وَمَنْ یُّشْرِكْ بِاللہِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِیْدًا (پ۵۔النساء۔ع۱۸)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

جس نے اللہ کے ساتھ شریک گردانا وہ (بڑی) دور بھٹک گیا۔

برا نمونہ دکھانا:

برا نمونہ پیش کرنا، جسے دوسرا بھی دیکھ کر اختیار کر سکے، ضلالت کی بات ہے۔

وَجَعَلَ لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِه (پ۲۳. زمر)

خدا کے شریک بناچلتا ہے کہ (اپنا برا نمونہ دکھا کر دوسروں کو بھی) خدا کی راہ سے گمراہ کرے۔

ضلالت کی نشان دہی کیے بغیر اللہ تعالیٰ کسی کو گمراہ نہیں کرتا۔

مَا كَانَ اللهُ لِيُضِلَّ قَوْمًا بَعْدَ اِذْهَدٰهُمْ حَتّٰى يُبَيِّنَ لَهُمْ مَّا يَتَّقُوْنَ (پ۱۱. توبہ. ع۱۴)

اللہ کی شان سے بعید ہے کہ ایک قوم کو ہدایت دے کر گمراہ کردے تاوقتیکہ ان کو وہ چیزیں نہ بتادے جن سے ان کو بچنا چاہئے۔

ہدایت

اسی طرح ہدایت بھی خاندانی وراثت نہیں ہے اور نہ جنس بازار ہے کہ کسی سے جا کر کوئی اسے خرید لائے گا، اس کے لئے بھی کچھ آداب، شرائط اور اصول ہیں، چند ایک یہ ہیں:

رضائے الٰہی کے طلبگار:

جو خدا کی رضا چاہتے ہیں ان کو ہدایت دیتا ہے۔

يَهْدِىْ بِهِ اللهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَه (پ۶. المائدہ)

جو لوگ خدا کی رضا کے طلب گار ہیں، اللہ ان کو (سلامتی کے) رستے دکھاتا ہے۔

قرآن ذریعہ ہدایت ہے:

اَللهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِىَ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللهِ ط ذٰلِكَ هُدَى اللهِ يَهْدِىْ بِه مَنْ يَّشَآءُ (پ۲۳. زمر ع۳)

اللہ نے بہت ہی اچھا کلام (یعنی یہ) کتاب اتاری (جس کی باتیں ایک دوسری سے) ملتی جلتی ہیں (اور) بار بار دہرائی گئی ہیں۔ جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے ہیں اس کے سننے سے ان کے بدن کانپ اُٹھتے ہیں پھر ان کے جسم اور دل گرم ہو کر یادِ الٰہی کی طرف راغب ہوتے ہیں یہ (قرآن) ہدایت الٰہی ہے، جس کو چاہتا ہے اس کے ذریعے ہدایت دیتا ہے۔

یعنی ہدایت کا ذریعہ قرآن ہے۔ مگر یہ ان کے لئے جو رب سے ڈرتے ہیں اور کلامِ الٰہی سنتے ہی جلالِ الٰہی سے ان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
www.KitaboSunnat.com

جس کا دھیان رب کی طرف رہتا ہے:

جو سدا رب کی طرف رجوع رہتا ہے وہ ہدایت پاتا ہے۔

وَيَهْدِي إِلَيْهِ مَنْ أَنَابَ (پ۱۳۔ الرعد۔ ع۴)

اور جو اس کی طرف رجوع ہوتا ہے، وہ اس کو اپنی طرف سے رستہ دکھاتا ہے۔

اس کی نشانی یہ بتائی:

الَّذِينَ آمَنُوا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوبُهُم بِذِكْرِ اللهِ (ایضاً)

یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور ان کے دلوں کو خدا کی یاد سے تسلی ہوتی ہے۔

اسلام کے لئے انشراح:

ہدایت اس کو ملتی ہے جس کا سینہ اسلام کے لئے کھلا ہوتا ہے جو اس کی ضرورت اور اہمیت کا احساس کرتے ہیں۔

فَمَن يُرِدِ اللهُ أَن يَهْدِيَهُ يَشْرَحْ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ (پ۷. الانعام. ع۱۵)

تو جس شخص کو خدا چاہتا ہے کہ اسے راہِ راست دکھائے اس کے سینے کو اسلام کے لئے کھول دیتا ہے۔

ایمان و عمل:

ایمان اور عمل صالح، حصول ہدایت کے لئے بنیادی شے ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ يَهْدِيهِمْ رَبُّهُم (پ۱۱. یوسف. ع۲)

جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے، ان کا رب ان کو ہدایت دیتا ہے۔

انبیاء کے نقشِ قدم پر چلنا:

اولئك الذين هدى الله فبهداهم اقتده (پ۷. الانعام. ع۱۰)

یہ (اگلے پیغمبر!) وہ لوگ تھے جن کو اللہ نے راہِ راست دکھائی۔ انہی کے طریقے کی (تم بھی) پیروی کرو۔

الذین (جو لوگ) فاسق اس کو کہتے ہیں جو حد سے نکل جائے، یہاں پر اس کی چند علامات بیان فرمائی ہیں۔

عہد توڑنا:

کلمہ پڑھنے کے بعد، کلمہ پر پورا نہ اترنا بلکہ بڑی بے رحمی سے اس کی دھجیاں بکھیر دینا۔ اللہ کے عہد کو توڑنا ہے۔ گویا کہ، پہلے ہی پرچے میں وہ فیل ہو گیا ہے۔ یہ فاسق کی پہلی نشانی ہے کہ کلمہ شریف اور اس کی زندگی کے مابین قابل ذکر کوئی مناسبت نظر نہ آئے۔ یومِ ازل کا عہد ''اَلَسْتُ

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

بِرَبِّكُمْ ''یاوہ اسلامی معاہدات جو کبھی کیے گئے، ان سب کی خلاف ورزی بھی اسی کے تحت آجاتی ہے۔

قطع علائق:

حق تعالیٰ نے جن تعلقات کو جوڑے رکھنے کا حکم دیا ہے، ان کی پروانہ کرنا۔ وہ تعلقات سیاسی ہوں یا رحمی، معاشرتی ہوں یا دینی، ان کا احترام نہ کرنا، یا کماحقہ ان کو نبھانے میں کوتاہی کرنا يَقْطَعُوْنَ مَا اَمَرَ اللهُ بِه کے تحت آجاتے ہیں۔ یعنی فاسق کے یارانے ہی عجیب ہوتے ہیں، جن سے مناسب ہیں ان کی پرواہ نہیں کرتے اور جن سے پرہیز چاہیے، ان میں پیش پیش رہتے ہیں۔

تخریب:

فساد فی الارض، ان کی زندگی کا عنوان اور معیار ہوتا ہے۔ عموماً ان کے کام تخریبی ہوتے ہیں۔ روحانی اعتبار سے بھی اور دنیوی لحاظ سے بھی۔ لوگوں کو ان سے نفع کم نقصان زیادہ پہنچتا ہے۔ فاسق کی یہ تیسری علامت ہے۔ خدا کے معاملے میں غیر محتاط، بندگان خدا کے سلسلے میں حد درجہ مسرف اور دھرتی کے لئے اس کا وجود، زمین پر بوجھ۔ یہ تین عناصر ہوں تو بنتا ہے فساق۔

دوسرے مقام پر فرمایا: جو منافق ہیں، اصلی فاسق ہیں۔ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (پ۱۰. توبہ. ع۹)

یہ فساق اتنے غیر ذمہ دار ہیں کہ عصمت مآب خواتین کے سلسلے کی باتوں میں پڑے رہتے ہیں اور ان پر تہمتیں لگاتے رہتے ہیں، پھر اس پر کوئی شہادت پیش نہیں کرتے۔

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (پ۱۸. النور. ع۱) یہی لوگ فاسق ہیں۔

جو غیر فطری بدکاری کرتے ہیں وہ فاسق ہیں: اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فٰسِقِيْنَ (پ۱۷. الانبیاء. ع۵)

فرعون اور اس کی قوم، فاسق قوم تھی: اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ (پ۱۹. النحل. ع۱)

خدا فراموش فاسق ہیں:

وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ نَسُوا اللهَ فَاَنْسٰهُمْ اَنْفُسَهُمْ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (پ۲۸. الحشر. ع۳)

ان لوگوں جیسے نہ بنو جنھوں نے خدا کو بھلا دیا تو خدا نے ان کی ایسی مت ماری کہ اپنے آپ کو بھی بھول گئے، یہی لوگ فاسق ہیں۔

جن کو آباؤ اجداد، آل اولاد، بھائی بند، میاں بیوی، کنبہ، مال متاع، کاروبار اور مکانات، اللہ اس کے رسول اور جہاد فی سبیل اللہ سے زیادہ عزیز ہیں، وہ بھی فاسق ہیں (پ۱۰. توبہ. ع۳)

یہ سب جزئیات ہیں جو انہی تین عناصر سے ماخوذ ہیں جو اوپر کی سطور میں بیان کی گئی ہیں۔

ان کے متعلق قرآن کا اعلان ہے کہ:

اُولٰٓئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ (پ۱۳. الرعد. ع۳)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہی لوگ ہیں جن پر (خدا کی) لعنت ہے اور برا ٹھکانا ہے۔

اگر اس قماش کے لوگ کوئی بات سنائیں تو ان پر اعتبار نہ کیجئے! پہلے چھان پھٹک کر لیجئے پھر کوئی قدم اُٹھائیے۔

اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْا (پ۲۶. حجرات.ع۱)

اگر کوئی فاسق (بدذات) تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو اچھی طرح (اس کو) تحقیق کر لیا کرو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دار الافتاء

مولانا عزیز زبیدی وار برٹن

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے میں؟

1. رویت ہلال کمیٹی کی ضرورت اور حیثیت کیا ہے؟
2. چاند کو دیکھے بغیر محض جدید فنی طریقوں سے چاند کے ہونے کے فیصلہ کی شرعی حیثیت کیا ہے؟
3. ایک مسلم ریاست کے حکمران یا کوئی مجاز فرد اور کمیٹی جو فیصلہ کرے اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟
4. اِس کا اتباع ضروری ہے؟
5. کوئی امام نمازِ تراویح میں قرآن پاک سامنے رکھ کر اس نظریہ سے نماز پڑھاتا ہے کہ اس کی جگہ کوئی اہل آدمی قابض نہ ہو جائے۔ کیا یہ جائز ہے؟ فقط

نواز احمد چوہدری۔ ایم اے۔
بمقام کانوانوالی۔ چک نمبر 166 تحصیل و ضلع شیخوپورہ

الجواب

الجواب نمبرؐ، واللہ اعلم بالصواب: رویت ہلال کا مسئلہ جتنا اہم ہے، اسلام نے اس کے لئے جو طریقِ کار بتایا ہے، وہ بھی اتنا ہی سادہ اور فطری ہے۔ رویت ہلال کمیٹی کے بغیر بھی کام چل سکتا ہے اور چلتا ہی آیا ہے۔ گو اس کے لئے اجتماعی کوشش کی جا سکتی ہے اور اس سے استفادہ بھی کیا جا سکتا ہے لیکن اسے اس کے اس فطری نظام پر سوار نہیں کیا جا سکتا۔ اور نہ کسی ایسی فنی، تخمینی اور حسابی سر دردی سے اسے بوجھل بنانے کی اجازت دی جا سکتی ہے۔ جو بلا استثناء سب کے لئے وجہِ اطمینان نہ ہو وہ ذرائع ان سب کی دسترس میں یکساں نہ ہوں۔ بالکل اسی طرح جس طرح آفتاب کے غروب و طلوع، اوقات اور موسموں کو کسی میکانکی اور فنی معیار سے بوجھل نہیں بنایا گیا اور نہ کسی نے کبھی اس کی ضرورت محسوس کی ہے۔ ماہ و سال بنانے کا تعلق چاند سے ہے، موسم، دن، رات اور اوقات کا آفتاب سے۔ اس لئے ہر ایک کا دائرۂ کار جدا جدا ہے۔

رویت ہلال کا اسلامی طریق کار حد درجہ سادہ ہے۔ اس کی رُو سے صرف یہ دیکھنا ہوتا ہے کہ: مطلع پر ظاہر ہونے کے بعد، ایک وقت میں یہ چاند کتنے علاقے اور جغرافیائی حدود پر سایہ فگن ہوتا ہے؟ بس اس خطے کے لوگوں میں سے جب قابلِ ذکر شہادت میسر آجائے تو ان کو روزہ رکھ لینا چاہئے۔ اللہ اللہ خیر صلا۔

جہازوں پر اُڑ کر، یا دوربینیں، خوردبینیں لگا کر اور موجودہ فلکیاتی زائچے کھینچ کر چاند کو مشخص کرنے اور کھینچ لانے کے ہم مکلف نہیں ہیں۔ جو چیز

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
www.KitaboSunnat.com

عوامی نہیں ہو سکتی وہ کسی عوامی پروگرام کی اساس بھی نہیں بن سکتی۔

یہ وہ فطری سادگی اور نظامِ رویت ہے، جس میں ایک ریاضی دان کی طرح ایک اَن پڑھ یا دیہاتی بھی یکساں حصہ لے سکتا ہے۔ آخر اس سادگی کو، ایک ایسے فنی تکلف کی بھینٹ چڑھانے میں کیا تُک ہے جو بہر حال کبھی غلط بھی ہو سکتا ہے؟

امام ابن دقیق العید فرماتے ہیں: رویت ہلال کے سلسلے میں ان فنی تکلفات پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔

الذی اقول ان الحساب لا یجوز ان یعتمد علیہ فی الصوم (تلخیص)

علامہ عبدالحی لکھنوی فرماتے ہیں، اعتبار رویت کا ہے حساب اور تجربہ کا نہیں۔

ان العبرۃ للصوم والفطر فی الشریعۃ للرویۃ لا للحساب والتجربۃ (الفلك الدوار فی رویۃ الھلال بالنھار ص۳)

یہاں تک کہ اس سلسلے میں اگر علمی طور پر طلوعِ چاند علمائے فلکیات کی نگاہ میں ثابت ہو بھی جائے تو بھی اس کے جواب دہ نہیں، دوسرے کے کیا ہوں گے؟

فالذی علیہ الاکثر ھو عدم اعتبار قولہ لا فی حق نفسہ ولا فی حق غیرہ (القول المنثور فی ھلال خیر الشھور ص۳)

در مختار میں ہے کہ: اگرچہ یہ قابلِ اعتبار لوگ ہوں تب بھی ان کے قول کا اعتبار نہیں ہے۔

لا اعتبار بقول الموقتین ولو عدولا، علی المذھب

النہر الفائق میں لکھتے ہیں:

لا یلزم بقول الموقتین انہ ای الھلال یکون فی اسماء لیلۃ کذا وان کانوا عدولا علی المذھب.

امام اردبیل شافعی فرماتے ہیں:

ولا یجب بمعرفۃ منازل القمر لا علی العارف ولا علی غیرہ (فتاوی الانوار)

شارح ہدایہ لکھتا ہے:

لا یعتبر قولھم بالاجماع ولا یجوز للمنجم ان یعمل بحسابہ (معراج الدرایۃ)

ملا علی قاری حنفیؒ تو یہاں تک لکھتے ہیں کہ: اگر رویت سے پہلے صرف اپنی فنی تحقیق کے مطابق کوئی روزہ رکھ لیتا ہے یا عید منالیتا ہے تو وہ نافرمان ہے، قضا دے، عمداً افطار پر کفارہ بھی دے، جو اس کو جائز بھی سمجھنے لگتا ہے، وہ کافر بھی ہو جاتا ہے۔

بل اقول لوصام المنجم عن رمضان قبل رؤیتہ بناء علی معرفتہ یکون عاصیا فی صومہ ولا یحسب عن صومہ الا اذا ثبت الھلال ولو جعل عید الفطر بناء علی زعمہ یکون فاسقا دیجب علیہ الکفارۃ فی قول وھو الصحیح وان استحلہ کان کافرا (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
www.KitaboSunnat.com

ایک دفعہ دونوں ہاتھ کی پوری انگلیوں سے اور ایک دفعہ انگوٹھا چھوڑ کر نو انگلیوں سے اشارہ کرکے بتایا کہ بعض ماہ (۲۹) کے ہوتے ہیں پھر تین بار پوری انگلیوں سے اشارہ کرکے سمجھایا کہ بعض ماہ (۳۰) دِن کے ہوتے ہیں، ہم حساب کتاب والی قوم نہیں ہیں۔

انا امية لا نكتب ولا نحسب الشهر هكذا هكذا هكذا وعقد الابهام فى الثالثة والشهر هكذا هكذا هكذا (مسلم)

امام ابن حجر مکی فرماتے ہیں کہ آپ کی غرض یہ ہے کہ اہل فلکیات اور ریاضی دانوں کے فارمولوں کی طرف رجوع کا سلسلہ ختم ہو جائے۔

انما بالغ فى البيان مع الاشارة ليبطل الرجوع الى ما عليه المنجمون والحساب..... وقال اكثر ائمتنا لا يعمل بحساب المنجم..... ولا بحساب الحاسب (القول المنثور ص ۴)

ائمۂ دین نے یہ بھی صریح کی ہے کہ: اس سلسلے میں دوسرے ذاتی تجربات کا بھی کوئی اعتبار نہیں۔

لا عبرة للمجربات فى هذا الباب حتى لو ظهر خلافها اخذ به (القول المنثور ص ۴)

حضرت امام جعفر صادق نے اس سلسلہ کے پچاس سالہ تجربات کا ذکر کیا ہے، علامہ ابن عبد الحی بھی فرماتے ہیں میں نے بھی اسی طرح کے تجربات کیے ہیں جو صحیح نکلے ہیں لیکن اس کے باوجود:

مع ذلك لا اعتماد عليه (القول المنثور ص ۴)

اس پر اعتبار نہیں کیا جاسکتا۔

وہ فرماتے ہیں کہ: چھوٹے بڑے چاند کو دیکھ کر بھی یہ فیصلہ نہیں کیا جاسکتا کہ یہ کل کا ہے یا آج کا: كما فى مسلم۔

لا اعتبار لكبر الهلال وصغره كما رواه مسلم (القول المنثور ص ۵)

اگر کوئی خوش نصیب خواب میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھتا ہے کہ آپ نے چاند ہونے کی اطلاع دی ہے تو بھی کہنے والے کی بات کا اعتبار نہیں ہے۔

لا عبرة لقول من قال اخبرنى النبى ﷺ فى المنام بان الليلة اول رمضان (القول المنثور ص ۵)

یہ اس لئے کہ خود حضور کا یہ ارشاد ہے کہ دیکھ کر رکھا کرو۔

انما الاعتبار للروية (ايضا ص ۴)

امام سبکی شافعی، امام ابن وہبان، امام ابن سریج، مطرف بن عبد اللہ، قفال، قتیبہ، امام احمد اور زرکشی حسابی طریق کار سے اتفاق کرتے ہیں۔ ان کا استدلال فان غم عليكم فاقدروا له (بخاری مسلم) (بادل ہوں تو اندازہ کر لیجیے) ہے۔ جس کا مطلب انہوں نے ریاضی اور ہیئت کا خصوصی طریق کار لیا ہے۔ مگر یہ محل نظر ہے، کیونکہ دوسری روایات میں تصریح آئی ہے کہ تیس دن پورے کر لیا کرو۔ بعض میں احصوا (شمار کر لیا کرو) بھی آیا ہے۔ جس کے بھی یہی معنی ہیں کہ دن تیس پورے کر لیا کرو۔ قوله فاقدروا له اى اكملوا عدته ثلثين كما فى رواية

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اخریٰ (فیض الباری ص 152، ج3) امام مالکؒ، امام ابو حنیفہؒ، امام شافعی اور سلف اور خلف کے جمہور، اسلام کے اسی فطری انداز اور قدرتی طریقِ کار کو ماہرین فلکیات کے فنی انکشافات جیسی سر دردی اور تکلف پر قربان کرنے کے حق میں نہیں ہیں۔ اس لئے ائمہ دین کی اکثریت نے ان کے دلائل پر تفصیلی تبصرے کئے ہیں۔ امام زاہدی نے قنیہ میں تین قول نقل کیے ہیں۔ ایک قاضی عبد الجبار، مصنف جامع العلوم اور ابن مقاتل کا کہ وہ حساب دانوں کے قول پر اعتماد کیا کرتے تھے، پھر امام سرخسی کا کہ یہ: بعید از تحقیق ہے۔ اور امام حلوائی کا ہ: شرط بہر حال رویت ہلال ہے، علمائے فلکیات کا قول نہیں۔ اخیر میں امام مجد الائمۃ ترجمانی کا کہ اصحاب ابی حنیفہ اور اصحاب امام شافعی نے اس پر اجماع کیا ہے کہ چاند کے سلسلے میں فلکیات کے انکشافات پر بھروسہ نہیں کیا جا سکتا۔

ثم نقل عن مجد الائمة الترجمانی انه اتفق اصحاب ابی حنیفة الا النادر والشافعی انه لا اعتماد علیٰ قولهم (القول المنثور)

مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ بخاری شریف کی طرح میں لکھتے ہیں کہ ہمارے نزدیک رویت یا شرعی نقل معتبر کا اعتبار ہے۔ تقویم کا نہیں ہے۔

فالفطر والصوم عندنا یدور بالرویة حقیقة او نقلها المعتبر شرعا ولا عبرة عندنا بالتقویم (فیض الباری ص ۱۵۲،ج۳)

قال النووی: لا یجب مما یقتضیه حساب المنجم، الصوم علیه ولا علی غیره وقال الرویانی وکذا من عرف منازل القمر لا یلزمه الصوم به علی الاصح، واما الجوار؟ فقال فی التهذیب لا یجوز تقلید المنجم فی حسابه لا فی الصوم ولا فی الفطر (رویة الطالبین للنووی ص ۳۴۷،ج۲)

امام نووی لکھتے ہیں کہ اگر مانع ہو تو پھر ان کے قول پر عمل کرنا واجب ہے، امام ابنِ حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ یہ تب ہے کہ وہ اپنے مشاہدہ کی خبر دے، حالانکہ وہ اپنے علم و تحقیق کی اطلاع دیتا ہے۔ اس لئے اس پر کیسے اعتبار کیا جائے؟

الا لو شاهد والحال انه لم یشاهد فلا اعتبار اذًا (تلخیص الحبیر ص ۱۸۸)

اصل نزاع، اختلاف مطالع کی وجہ سے پیدا ہو رہی ہے کہ اس کی کیا حد ہے اور جتنی ہے، کیا شرعاً اس کا اعتبار ہے یا نہیں ہے۔ احناف کے ہاں یہ چرچا ہے کہ اس کا اعتبار نہیں ہے لیکن اس میں تفصیل ہے، جہاں چاند ہوتا ہے، اس کے آس پاس کے وہ علاقے جہاں عموماً ایک ہی وقت میں چاند دکھائی دیتا ہے یعنی قریب کے شہر اور خطوں میں اختلاف مطلع کا کوئی اعتبار نہیں، کیونکہ منٹوں اور سیکنڈوں کا اختلاف تو قریب کے شہروں میں بھی ہو جاتا ہے۔ جہاں اس سے مختلف مطالع کا اختلاف ہوتا ہے، وہاں اختلاف مطالع کا اعتبار لازمی کرنا پڑتا ہے اور یہی مسلک شوافع کا ہے ورنہ ہو سکتا ہے کہ کسی علاقے میں تو عید پورے دنوں سے ہو رہی ہو اور بعض کے لئے اس دن عید (۲۷) یا (۲۸) رمضان کو بن جائے یا ۳۱ اور ۳۲ روزے بن جائیں۔ مثلاً اہل عرب کی عید اور چاند کو ملحوظ رکھنے کا عموماً یہی نتیجہ نکلے گا۔

قال الزیلعی شارح الکنز: ان عدم عبرة اختلاف المطالع انما هو فی البلاد المتقاربة لا البلاد النائیة وقال

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

كذلك فى تجريد القدورى وقال به الجرجانى، قال انور شاه: اقول لا بد من تسليم قول الزيلعي والا فيلزم وقوع العيد يوم السابع والعشرين او الثامن والعشرين او يوم الحادى والثلثين او الثانى والثلثين (العرف الشذى شرح الترمذى ص٢٨٥) ان لكم حديث الباب فى البلدان النائية المتقاربة (العرف الشذى ص٢٨٧)

اختلاف مطالع کی تحدید کیا ہے: امام نووی نے اس میں تین مذاہب نقل کئے ہیں: ایک یہ کہ، حجاز، عراق اور خراسان کے مابین جتنا فاصلہ ہے، اتنے فاصلہ پر 'مطالع' مختلف ہو جاتے ہیں، بغداد، کوفہ، رے اور قزوین کے مابین جو فاصلے ہیں وہ متقارب مطالع ہیں۔

دوسرا یہ کہ: ہر اقلیم مثلاً ایران، پاکستان، عراق، مصر ہر ایک اقلیم ہے۔ اقلیم، دنیا کے ساتویں حصے کو بھی کہتے ہیں لیکن یہاں پہلے معنی مراد ہیں: گویا کہ ہر ملک سارے کا سارا ایک مطلع ہے۔ ملک کے کسی حصے میں چاند نظر آجائے وہ سارے ملک کے لئے ہو گا۔

تیسرا یہ کہ: جتنے فاصلے پر نماز قصر ہو سکتی ہے، اتنے فاصلے پر اختلاف مطالع شروع ہو جاتا ہے۔ مگر ہمارے نزدیک پہلا مسلک اقرب الی الصواب ہے، امام نووی نے بھی اسی کو ترجیح دی ہے۔

وفى ضبط البلاد ثلثة اوجه: احدها وبه قطع العراقيون والصيد لانى وغيرهم ان التباعد ان تخلف المطالع كالحجاز والعراق وخراسان والمتقارب ان لا تختلف كبغداد والكوفة والراى وقزوين والثانى اتحاد الاقليم واختلافه والثالث: التباعد مسافة القصر..... قلت: الاصح هو الاول (روضة الطالبين للنووى ص ٣٤٨،٢)

بعض شارحین حدیث نے جدید ہیئت اور جغرافیہ کی رُو سے اختلاف مطالع کے لئے (32 منٹ) کا اعلان کیا ہے اور مشرق کی جانب چاند کا تعلق 560 میل تک بڑھادیا ہے واللہ اعلم (مرعاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح باب رؤیت الہلال)

فرض کیجئے ایک شخص پہلے عید کر کے ہوائی جہاز کے ذریعے اس علاقے میں جا پہنچتا ہے جہاں ابھی چاند نہیں ہوا تو اس کو مقامی حضرات کے تابع چلنا ہو گا۔ یہی حال نماز کا ہے: قال انور شاه: وظن انه يمشى على رويته من يتعيد ذلك الرجل فيهم وقست هذه المسئلة على ما فى كتب الشافعية من صلى الظهر ثم بلغ فى الفور بموضع لم يدخل فيه وقت الظهر الى الآن انه يصلى معهم ايضا (ص٢٨٦)

بعض روایات میں آتا ہے کہ جنت البقیع میں حضرت عمرؓ اور حضرت براء بن عاذب چاند دیکھ رہے تھے کہ ایک سوار آپ کو ملا۔ پوچھا کہ آپ کہاں سے آئے ہیں؟ بولے: مغرب سے۔ پوچھا: کیا آپ نے چاند دیکھا ہے، اس نے کہا ہاں: آپ نے کہا! اللہ اکبر! مسلمانوں کو ایک آدمی (گواہ) کافی ہے۔

عن عبد الرحمن بن ابى ليلى قال كنت مع البراء بن عازب وعمر بن الخطاب فى البقيع ينظر الى الهلال فاقبل راكب فتلقاه عمر فقال من اين جئت قال من المغرب فقال اهللت ؟ قال نعم قال عمر: الله اكبر انما يكفى المسلمين الرجل الواحد- رواه احمد-

لیکن یہ روایت کمزور ہے، اس کا ایک راوی عبد الاعلیٰ ابن عامر الثعلبی ہے جو متکلم فیہ ہے۔ اس کے علاوہ وہ مغرب سے آیا ہے، لیکن چاند اس نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کہاں دیکھا؟ اس کا کچھ ذکر نہیں ہے، راستہ میں یا اپنے علاقہ میں؟ ویسے بھی یہ بات حضرت عمرؓ کے نظریہ کے خلاف ہے، ان کے نزدیک ہلال رمضان کے لئے دو گواہ ضروری ہیں، امام دار قطنی فرماتے ہیں ثعلبی کی روایت سے یہ زیادہ صحیح بھی ہے۔

عن شقیق قال جاءنا کتاب عمرو نحن بخانقین قال فی کتابه ان الاحلة بعضها اکبر من بعض فاذا رایتم الهلال نهارا فلا تفطروا حتی یشهد شاهدان وفی روایة حتی یشهد شاهدان انهما رَاَیَاهُ بالامس وفی روایة: الا ان یشهد رجلان مسلمان انهما اهلاه بالامس عشیّة (ابن ابی شیبة ص69، 3 و دار قطنی باب الشهادة علی رویته الهلال ص233-1، 232 وحدیث ابی وائل اصح اسنادعن عمر منه (دار قطنی ص232، 1)

حضرت شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں کہ:

احکام دینیہ کی بناء ظاہر پر ہے، تعمق اور حساب وغیرہ پر نہیں ہے بلکہ شریعت اس امر کی سفارش کرتی ہے کہ ان کی اہمیت کم کی جائے۔ یہ بات روزے کے باب میں اہم مقصد سے ہے کہ تعمق کے جتنے ذرائع ہیں اور ان متعمقوں نے جتنی باتیں گھڑی ہیں ان کا کھل کر رد کیا جائے، کیونکہ شریعت سے پہلے یہود میں بھی یہ سلسلے جاری تھے، تعمق یہ ہے کہ احتیاطی تدابیر کو فرض سمجھ لیا جائے۔

مَبْنَی الشرائع علی الامور الظاهرة عند الامیّین دون التعمق والمحاسبات النجومیة بل الشریعة واردة باخمال ذکرها..... واعلم انّ من المقاصد المحمة فی باب الصوم سد ذرائع التعمق وردما احدثه التعمقون فان هذه الطاعة کانت شائقة فی الیهود والنصاریٰ ومتحنثی العرب..... واصل التعمق ان یوخذ موضع الاحتیاط لازما رحجة الله البالغة ص39، 2 احکام العلوم)

شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ اصل میں یہ کہنا چاہتے ہیں کہ دین اور شرائع کو فن بنانے کی کوشش نہ کی جائے، اصل مقصد تعبد اور سچی پیاس کے ساتھ رب کی غلامی اختیار کرنا ہے، اور اس کا تقاضا صرف 'تسلیم ورضا' ہے۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ تجربات اور عقل وہوش کو نظر انداز کیا جائے، بلکہ یہ ہے کہ تعمیل حکم کا محرک یہ اور وہ تجربات اور فنی گورکھ دھندے نہ ہوں بلکہ صرف رب کے حکم کی تعمیل کا جذبہ ہو۔ جہاں عقل اور تجربات کو اس پر حاکم بنالیا جاتا ہے وہاں اصل دین میں ترمیمات شروع ہو جاتی ہیں جیسا کہ یہود ونصاریٰ کے ہاں ہو چکا ہے۔ اس کے علاوہ اسلام کے فرامین، عوامی استعداد اور ذرائع کی بنیاد پر جاری ہوتے ہیں اس لئے جو حکم اور اس سے عہدہ برآ ہونے کا طریق، ان سے بالاتر ہوتا ہے، وہ تکلیف مالا یطاق کے ضمن میں آتا ہے جو جائز نہیں ہے۔ یہاں رویت بصری ان سے چھین کر ان سے 'رویت علمی' کے تقاضوں کی تعمیل کا مطالبہ 'روح اسلام' کے خلاف ہے۔

اس لئے امام زیلعی فرماتے ہیں کہ ہر قوم سے ان کے حسبِ حال خطاب کیا جاتا ہے۔ کل قوم مخاطبون بما عندهم۔

امام ابن رشد فرماتے ہیں کہ: حساب اور علم ہیئت کی رُو سے چاند کی تشخیص حدیث کے الفاظ کے معنی میں اختلاف کا نتیجہ ہے، جو لوگ کہتے ہیں کہ حساب کرو وہ اس کے معنی کرتے ہیں کہ شمس وقمر کے فنی حساب سے مدد لی جائے، دوسرے کہتے ہیں کہ: یہ لفظ مجمل ہے، دوسری روایت میں مفسر آیا ہے تیس دن پورے کرو۔ اس لئے مفسر کے خلاف معنی کرنا ٹھیک نہیں ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فذهب الجمهور الى ان تأويله اكملوا العدة ثلثين ومنهم من رَأى ان معنى التقدير له هو عده بالحساب ومنهم من رَأى ان معنى ذلك ان يصبح المرء صائما وهو مذهب ابن عمر كما ذكرنا..... وذلك مجمل وهذا (حديث ابن عباس) مفسر فوجب ان يحمل المجمل على المفسر وهي طريقة لا خلاف فيها بين الاصوليين.... فما ذهب الجمهور فى هذا الائح والله اعلم (بداية ص284،1)

حضرت قاسم اور سالم بن عبد اللہ سے لوگوں نے کہا کہ ’استارہ کے علاقہ میں چاند ہو گیا ہے۔ آپ نے کہا ہمیں کیا؟‘

قال عبد الله بن سعيد ذكروا بالمدينة رؤية الهلال وقالوا ان اهل استارة قدَرَاوه فقال القاسم وسالم ما لنا ولاهل الاستارة (مصنف ابن ابى شيبة ص79،3)

الحاصل ہمارے نزدیک صحیح یہ ہے کہ: عوام کی سہولت کے لئے اگر رؤیت ہلال کمیٹی بنادی جائے تو اس میں حرج کوئی نہیں، لیکن اس کو اس سلسلے کے شرعی طریق کار کا پابند رہنا ہو گا۔ معروف شرعی طریق کار کے مطابق شہادتوں اور مقاماتِ ہلال رمضان یا ہلالِ عید کی تفصیل سے مطلع کرنا اس کے لئے ضروری ہو گا۔

اس کے علاوہ رویت ہلال کمیٹی نے اس کے لئے جو طریق کار خود وضع کیا اس کی تفصیل سے بھی ملت اسلامیہ کو آگاہ کرنا ہو گا۔

اختلاف مطالع کی تعیین اور تشخیص کیا کی؟ اس کے سامنے اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ یہ سب کچھ بتانا ہو گا کیونکہ ہمارے لئے اختلاف مطالع کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ ورنہ بہت سے لا ینحل سقم پیدا ہو جائیں گے۔

چاند کو دیکھے بغیر خاص کر جب مطلع بھی صاف ہو، محض جدید فنی طریقوں سے چاند مشخص کرنے کے فیصلہ پر قناعت کرنا مشکل ہے۔ کیونکہ اس سے وہ فطری سادگی، آسانی اور بے ساختہ پن غارت ہو جائے گا جو ملک و ملت کی اکثریت کے حالات کو ملحوظ رکھ کر اسلام نے وضع اور عطا کیا ہے۔

حضرت ابن عباسؓ سے کچھ لوگوں نے ذکر کیا کہ فلاں جگہ ہم نے چاند موٹا تازہ دیکھا تو کسی نے کہا دوسری کا ہے، کسی نے کہا تیسری کا ہے، ابنِ عباس نے فرمایا کہ:

ان النبی ﷺ امده الى الروية (مسلم، دار قطنى وغيرهما)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے رؤیت (دیکھنے) تک دراز کر دیا ہے۔

یعنی نظر نہیں آیا تو ان تکلفات میں پڑنے کی ضرورت نہیں ہے، جب نظر آیا ہے تبھی سے اِس کو شمار کر لینا۔ چھوٹے بڑے ہونے کے چکروں میں نہ پڑو۔ خاص کر حضور کا یہ فرمانا کہ اگر کسی مانع کی بنا پر نظر نہیں آیا تو شعبان یا رمضان کے تیس دن پورے کر لیا کرو۔ اللہ اللہ خیر سلا۔ باقی تمام مصنوعی تکلفات سے آزاد کر دیتا ہے۔ بشرطیکہ ان متکلفین کو سمجھ میں آ جائے۔

جو کام کرنے کے ہیں اس کی طرف توجہ نہیں دی جاتی لیکن جب روزوں اور عیدوں کا معاملہ آتا ہے تو ماہِ مبارک کی سرپرستی کرنے لگ جاتے ہیں۔ اس کی ان کو توفیق نہیں ہوتی کہ ماہِ رمضان کے احترام کے لئے کوئی مؤثر اقدام کریں۔ لیکن اس کے چاند کی حد تک خم ٹھونک کر میدان میں اتر

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
www.KitaboSunnat.com

آتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ انداز بعض نجی مصالح کی بنا پر اختیار کیا جاتا ہے یا محض سستی بخشش کے لئے ایک حیلہ سازی ہے جس کی بہر حال فریب نفسی سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں ہے۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ: اتفاق اور اختلاف مطالع میں شک پڑ جائے تو پھر کوئی کیا کرے، روزہ رکھے یا نہ؟ امام نووی لکھتے ہیں کہ: جب تک چاند نہ ہو، تب تک رمضان کا روزہ واجب نہیں ہوتا۔ یہ اصل اور بنیادی بات ہے، اس لئے اسی اصل کے مطابق معاملہ رہے گا۔ یعنی روزہ نہیں رکھنا چاہئے۔

فان شك فی اتفاق المطالع لم یجب الصوم علی الذیب لم یروا، لان الاصل عوّام الوجوب (روضة الطالبین ص349،2)

اس 'اصل' کی تائید حدیث سے بھی ہوتی ہے۔

لا تصوموا حتی تروا الھلال ولا تفطروا حتی تروہ (صحیحین-عن ابن عمر)

وفی روایة: صُوْمُوْا الرؤیته وافطروا الرؤیته (صحیحین-عن ابی ھریرہ)

یعنی چاند دیکھے بغیر نہ روزہ رکھو، نہ عید کرو، دیکھ کر روزہ رکھو اور دیکھ کر ہی عید کرو۔

جواب (سوال نمبر 3):

حکومت وقت ویسے تو جو چاہے کرے، غلط یا صحیح، بجز پارلیمانی طریقے کے، اس کا مقابلہ کرنا مناسب نہیں ہوتا۔ ہاں اگر وہ اسلامی ریاست ہو، اسلامی معروف کی محافظ اور 'منکر' کی مخالف ہو تو اس کے فرامین کی اطاعت کرنا دینی فریضہ ہوتا ہے۔ اختلاف رائے کے اظہار کے باوجود اس کے خلاف ایسی مزاحمت کا مظاہرہ کرنا، جو ملک وملت کے مستقبل کے لئے تشویش کا باعث ہو، جائز نہیں ہوتا۔

ہاں حکمران کی ذاتی صوابدید سے اختلاف کیا جا سکتا ہے۔ خاص کر معصیت میں ان سے 'عدم تعاون' کارِ ثواب ہوتا ہے۔ جہاں مرضی کا اسلام اختیار کرنے کی ریت ہو اور 'اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ بِمَا لَا تَهْوٰى اَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ' (جب جب تمہارے پاس کوئی رسول، تمہاری اپنی خواہشوں کے خلاف حکم لے کر آیا تم اکڑ بیٹھے) کا سماں طاری رہتا ہو، وہاں اضطراراً اطاعت کا تکلف تو اختیار کیا جا سکتا ہے لیکن قلبی انشراح اور انبساط کے ساتھ ان کی غلامی کے طوق کو گلے کا ہار بنانے میں ایمان کے ضیاع کا اندیشہ ہوتا ہے۔ جو ایسا کریں گے قیامت میں اپنی انگلیاں کاٹیں گے، تڑپیں گے اور پچھتائیں گے مگر ان کی ایک بھی نہیں سنی جائے گی، خدا سے کہیں گے کہ الٰہی! ہم نے اپنے سربراہوں اور بڑوں کا کہا مانا اور اطاعت کی تو انہوں نے ہمیں گمراہ ہی کر ڈالا۔ الٰہی ان پر دگنا عذاب نازل کر اور ان پر لعنت کا مینہ برسا۔ قَالُوْا رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا السَّبِيْلَا. رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا (سورت احزاب ع۸) بہر حال کل جو یہ لا حاصل واویلا کرنا ہے، آج ہی ہوش کریں تو کیا اچھا نہ ہو گا؟

خاص کر جب سارے دین کے بجائے بعض دینی امور کے اپنانے کے لئے وہ میدان میں اتر پڑتے ہیں تو یقیناً "دال میں کچھ کالا" ضرور ہوتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

نجی قسم کی چارہ سازی نہ سہی، وہم پرستی اور سستی جنت کا سودا تو ضرور کار فرما ہوتا ہو گا۔ اس صورت میں، ہمیں ان کی کسی 'محنت یا سفارش' سے کیا دلچسپی ہو سکتی ہے۔

اسلامی سربراہ ریاست بھی علمی اور تحقیق امور میں اپنی رائے کا اظہار تو کر سکتا ہے، اس کے لئے اصرار نہیں کر سکتا۔ چنانچہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے عہد میں زوال کے بعد چاند دیکھ کر کچھ لوگوں نے روزہ توڑ دیا لیکن حضرت عثمان نے نہیں توڑا تھا۔

راٰہ الناس فی زمن عثمان فافطر بعضھم فقال عثمان اما انا فمتم صیامی الی اللیل (مصنف ابن ابی شیبہ ص66،3)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد میں ایک شخص نے شام سے واپس آکر حضرت ابن عباس سے ایک دن پہلے چاند دیکھنے اور روزہ رکھنے کا ذِکر کیا، آپ نے کہا کہ ہم نے تو ہفتہ کے دن دیکھا ہے اور تیس ہی پورے کریں گے، کریب نے کہا آپ کے لئے ''حضرت معاویہ'' کی رؤیت کافی نہیں ہے۔ فرمایا نہیں، اور یہی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حکم ہے۔

اولا تکتفی برؤیۃ معاویۃ وصیامہ؟ قال لا، ھکذا امرنا رسول اللہ ﷺ (دار قطنی وغیرہ)

حضرت مجدد سرہندی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے عہد کا یہ واقعہ مشہور ہے کہ:

''عید کے چاند میں اختلاف ہوا، شرعی ثبوت سے پہلے ہی اکبر نے عید کا اعلان کر کے لوگوں کے روزے افطار کرا دیئے، اتفاق سے اِسی دن حضرت مجدد ابو الفضل سے ملنے آئے، پوچھنے پر ابو الفضل کو معلوم ہوا کہ آپ روزے سے ہیں تو اس نے وجہ دریافت کی تو آپ نے فرمایا کہ چاند کے متعلق اب تک شرعی شہادت فراہم نہیں ہوئی۔ ابو الفضل نے کہا کہ بادشاہ نے تو حکم دے دیا ہے۔ اب کیا عذر ہے؟ بے ساختہ آپ کے منہ سے یہ جملہ نکلا کہ:

بادشاہ بے دین است، اعتبارے ندارد! (بادشاہ بے دین ہے، اس کا اعتبار نہیں) ابو الفضل خفیف سا ہو کر رہ گیا۔'' (تذکرہ امام ربانی مجدد الف ثانی ص94 مرتبہ نعمانی صاحب)

بہر حال رویت ہلال کے سلسلے میں، اسلام نے شہادت کا نظام مقرر کیا ہے، علمی اور فنی انکشاف کا نہیں۔ اس لئے جو حکمران یا ان کی طرف سے کوئی مجاز فرد یا کمیٹی، اس طریق کار سے ہٹ کر چاند کے ہونے نہ ہونے کا کوئی فیصلہ کرتی ہے تو اس سے اختلاف کیا جا سکتا ہے، کیونکہ یہ اختلافی مسئلہ ہے جس میں ایک سے زائد رائیں ہو سکتی ہیں۔ جن کو ان کی دریافت پر اطمینان ہو، وہ اس پر عمل بھی کر سکتے ہیں لیکن یہ اتفاق علیٰ وجہ البصیرت ہو، تقلیدی اور شاہ پرستانہ نہ ہو۔ اور جن کو ان سے اختلاف رائے ہو، وہ اپنی مرضی کے مطابق روزہ بھی رکھ سکتے ہیں اور عید بھی کر سکتے ہیں۔ دراصل جدید 'تقویم' کا خبط بہت پرانا ہے، اکبر کو بھی یہ خبط ہو گیا تھا، چنانچہ اس نے اپنے سال تخت نشینی سے 'الٰہی تقویم' کا سلسلہ شروع کیا تھا۔ ایوب خاں بھی اسی خیال میں پڑے رہے اور اب بھی اصرار جاری ہے کہ ایک نئی اور 'دائمی تقویم' مرتب کی جائے، جس سے اتفاق کرنا بہر حال ہمارے لئے مشکل ہے۔

الجواب(سوال نمبر۴):

گو نماز ہو جائے گی لیکن بد نیتی کا گناہ اس کو ضرور ہو گا۔ امامت کا سب سے زیادہ سزاوار اقرء(جسے قرآن بہت آتا ہو) یا 'اعلم' (بہت بڑے عالم) ہے:

یؤم القوم اقرءُھم لکتاب اللہ تعالیٰ فان کانوا فی القراءۃ سواء فاعلمھم بالسنۃ الحدیث (رواہ مسلم) وفی روایۃ احقھم بالامامۃ اقرأھم (روا مسلم عن ابی سعید)

امامت کا سب سے بڑا حقدار وہ ہے جو ان میں سب سے بڑا قاری ہو۔ اس لئے جو شخص اپنے نجی مصالح کے لئے اس کی راہ روکتا ہے، غلط کرتا ہے۔

تنبیہ:

چونکہ یہ مسئلہ بہت اہم ہے کہ، نماز میں قرآن کھول کر پڑھنا جائز ہے یا نہ؟ اس میں کافی اختلاف پایا جاتا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ اس موقع پر اِس کی بھی وضاحت کر دی جائے۔

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نماز میں قرآن کھول کر پڑھنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

واذا اقرأ الامام من المصحف ضدت صلوٰتہ فمدت صلوٰتہ عند ابی حنیفۃؒ (ھدایۃ باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیھا ص137،1)

یہاں امام کی قید اتفاقی ہے، مقتدی بھی ایسا کرے تو فاسد ہو جائے گی۔

قال صاحب النھایۃ قید الامام اتفاق انتھی فیعلم ان قرأۃ المقتدی من المصحف ایضاً مُفسدٌ (حاشیہ نمبر ۱۱، ھدایۃ ص137،1)

شرح وقایہ میں بھی اس کو مفسد نماز قرار دیا گیا ہے۔

وقراءتہ من مُصحفٍ (یفسدھا) (شرح وقایہ ص164،1)

وان قرأ المصلی القراٰن من مصحف او من المحراب تفسد صلوتہ (منیۃ المصلی مع صغیری ص231)

اس کی دو وجہیں بیان کی گئی ہیں۔ ایک یہ کہ وہ قرآن کھول کر اسے دیکھے گا، دیکھ کر پڑھے گا، ورق اُلٹائے گا۔ یہ عمل کثیر ہے اور یہ مفسد نماز ہے۔ دوسرا یہ کہ یہ غیر سے تلقین قبول کرنے والی بات ہے جو مفسد نماز ہے۔

ولابی حنیفۃ ان حمل المصحف وانظر فیہ وتقلیب الاوراق عمل کثیر ولانہ تلقن من المصحف فصار کما اذا تلقن من غیرہ (ھدایۃ ص137،1)

امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ جو امام ابو حنیفہ کے شاگرد ہیں، وہ فرماتے ہیں، یہ مکروہ ہے، مفسد نماز نہیں ہے۔ وَقَالَا ھِیَ قامۃ (ھدایۃ)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ لطیفہ بھی ملاحظہ فرمائیے! احناف کا کہنا ہے کہ اگر قرآن کے بجائے کوئی اور کتاب یا مکتوب نماز میں دیکھا اور اسے سمجھا بھی تو نماز فاسد نہیں ہوگی۔

ولو نظر الی مکتوب وفهمه فالصحیح انه لا تفسد صلوته بالاجماع (ھدایہ ص1،138)

اور اس سے دلچسپ سنیئے! فرماتے ہیں:

لو نظر الی فرج المطلقة الرجعیة بشهوة یصیر مراجعا ولا تفسد صلوته فی المختار (صغیری شرح منیة المصلی ص232)

نیز فرمایا:

لو قبلت المصلی امراته ولم یقبلها فصلوته تامة (منیة)

ترجمہ: کسی دیدہ ور بزرگ سے کرالیجئے! پھر غور فرمائیے! عمل کثیر کا جو بہانہ بنایا ہے، اس کی کیا حیثیت رہ جاتی ہے۔ مزید سنیئے:

اگر نمازی کے پاس روڑا تھا اور وہ اس نے پرندے کو دے مارا تو نماز فاسد نہیں ہوگی۔

ولو کان معه حجر فرمی به الطائر او نحوه لا تفسد صلوته (کبیری ص424)

نیز ارشاد ہے کہ: اس صف کو چھوڑ کر اگلی صف میں خالی جگہ پر نمازی چلا جائے تو نماز فاسد نہیں ہوتی۔

وبعض المشائخ قالوا فی رجل رای فرجة فی الصف الثانی فمشی الیها لا تفسد صلوته (منیة المصلی مع صغیری ص233)

نماز میں قرآن کھول کر پڑھنا ہمارے نزدیک مفسدِ نماز نہیں ہے کیونکہ یہ ایک ایسا عمل کثیر ہے جو نماز کے لئے ہے، کسی اور محرک کے لئے نہیں ہے، جیسا کہ رکوع و سجود، تشہد اور رکعتوں کے لئے اُٹھنا بیٹھنا کوئی عمل کثیر نہیں ہے یہ بھی نہیں ہے۔ ظہر یا عصر کی نماز میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی نواسی حضرت امامہ بنت زینب رسول اللہ ﷺ کو دوش مبارک پر اٹھا کر نماز پڑھائی۔ سجدہ یا رکوع کو جات وقت اسے رکھ دیتے، اُٹھتے وقت اسے بھی اُٹھا لیتے اور دوش پر سوار کر لیتے۔

قال ابو قتادة رایت رسول الله ﷺ یصلی للناس وامامة بنت ابی العاص علی عنقه فاذا سجد وضعها (ابو داؤد باب العمل فی الصلوٰة ص1،92) (فی روایته: بینما نحن فنتظر رسول الله ﷺ للصلوٰة فی الظهر والعصر الحدیث) ص1،92)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ فرماتی ہیں، آپ نماز پڑھتے ہوتے اور میں سامنے دراز پڑی سو رہی ہوتی تھی۔ جب آپ سجدہ کو جاتے تو مجھے ہاتھ سے دباتے تو میں اپنے پاؤں سمیٹ لیتی۔

انه ﷺ کان یصلی وانا معترضة بین یدیه فاذا سجد غمزنی فقبضت رجل الحدیث (صحیحین عن عائشة)

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ: حضور نفل پڑھ رہے تھے اور سامنے سے دروازہ بند تھا۔ میں آئی اور دروازہ کھولنے کو کہا تو آپ ﷺ نے آگے چل

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
www.KitaboSunnat.com

کر دروازہ کھول دیا، قبلہ سامنے پڑتا تھا۔

قالت كان رسول الله ﷺ يصلي تطوعا والباب عليه مغلق فجئت فاستفتحت فمشى ففتح لي ثم رجع الى مصلاه وذكرت ان الباب كان في القبلة (ابو داؤد باب العمل فى الصلوة ص92، 1)

حضور کا ارشاد ہے کہ نماز میں سانپ یا بچھو آجائے تو اس کو مار ڈالو۔

اقتلوا الاسودين فى الصلوٰة، الحية والعقوب (ايضاً)

باقی رہی دوسری وجہ، یعنی دوسرے سے تلقین والی بات تو یہ بھی غلط ہے کیونکہ قرآن دوسرا ہے ہی نہیں: بلکہ نماز قرآن کی قرأت کے لئے ہے۔

انما الصلوٰة لقرأة القرآن الحديث (ابو داؤد)

بلکہ سورت فاتحہ کو حضور نے نماز سے تعبیر فرمایا تھا: قسمت الصلوٰة الحديث۔

ایک دفعہ آپ ﷺ نے نماز پڑھائی، اور کچھ بھول گئے، بعد میں ایک صحابی نے کہا کہ آپ فلاں آیت چھوڑ گئے ہیں، فرمایا: تو نے یاد کیوں نہ کرایا۔

كان يقرأ فى الصلوٰة فترك شيئا لم يقرأ فقال له رجل يا رسول الله تركت اية كذا وكذا فقال رسول الله ﷺ هلا ذكر تنبيها (رواه ابو داؤد وعن المسعود)

اسی طرح حضرت ابی بن کعب سے فرمایا کہ کیوں نہ بتایا:

صلى صلوٰة فقرأ فيها فلبس عليه فلما انصرف قال لأُبّى اصليت معنا قال نعم قال فما منعك (ابو داؤد باب الفتح على الامام فى الصلوٰة ص91، 1)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ہم حضور کے عہد میں امام نماز کو لقمہ دیا کرتے تھے۔

كنا نفتح الائمة على عهد رسول الله ﷺ (رواه الحاكم)

حضرت ابن عمرؓ کو حضرت نافع اور حضرت عثمانؓ کو ان کے غلام حمران نماز میں لقمہ دیا کرتے تھے۔

قال نافع صلى بنا ابن عمر فتردد ففتحت عليه فاخذ (ابن ابی شبتہ)

حمران يصلى خلف ثمان فاذا توقف فتح عليه (الاصابة لابن الحجر)

یزید بن رومان کہتے ہیں کہ میں نافع بن جبیر کے پہلو میں نماز پڑھتا تھا، تو وہ مجھے ہاتھ سے دباتے یا کچو کا دیتے تو میں ان کو لقمہ دیتا حالانکہ ہم دونوں نماز میں ہوتے تھے۔ كنت اصلى الى جانب نافع بن جبير بن مطعم فيغمز فى فافتح عليه ونحن نصلى (موطا مالك)

جیسے نمازی قاری کا عین نہیں ہے اور اس کا لقمہ جائز ہے اسی طرح قرآن بھی گو قاری (امام نماز) کا عین نہیں ہے تاہم امام اس سے لقمہ لے سکتا ہے۔

بعض آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض صحابہ اور تابعین قرآن مجید کھول کر پڑھنے کے حق میں نہیں تھے، جیسے حضرت ابن عباسؓ (عمدة الرعاية

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ص164، 1 بحوالہ ابی داوٗد) سلیمان حنظلی، ابو عبد الرحمٰن، امام نخعی، مجاہد، عامر، قتادہ اور حماد (مصنف ابن ابی شیبۃ ص338، 2) اور حضرت سفیان (قیام اللیل ص168) لیکن مرفوع احادیث سے ان کی تائید نہیں ہوتی اور ہو سکتا ہے کہ ان کے نزدیک بھی منع کی دلیل وہی ہو جو حضرت امام ابو حنیفہؒ کی طرف سے پیش کی گئی ہے۔ اور وہ جیسی کچھ ہیں آپ کے سامنے ہے۔

امام محمد بن سیرین کا ارشاد ہے کہ اس میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھا جاتا تھا یعنی صحابہ و تابعین میں۔

لا یُری بأسا ان یوم الرجل القوم یقرء فی المصحف (مصنف ص338، 2)

حضرت عائشہ کا غلام قرآن کھول کر نماز پڑھایا کرتا تھا۔

کانت عائشة یؤمها عبدها ذکوان من المصحف (بخاری باب امامة العبد والمولی تعلیقا ص96، 1)

بنت طلحہ حضرت عائشہ بھی کسی کو لڑکے یا شخص سے کہتی تھیں کہ قرآن سامنے رکھ کر رمضان میں ان کو نماز پڑھائیں۔

عن عائشة ابنة طلحة انها کانت تامر غلامًا او انسانًا یقرؤ فی المصحف یؤمها فی رمضان (مصنف ص۳۳۸،۲)

حضرت حسن بصری اور حضرت محمد بن سیرین کا بھی یہی مذہب تھا۔

قالا لا باس به (مصنف ص۳۳۸،۲)

حضرت امام ابو حنیفہؒ کے شیخ اور استاذ حضرت عطاء بن ابی رباح کا بھی یہی نظریہ تھا۔ قال لا باس به (ایضا) یعنی جب حافظ نہ ملے۔

حضرت انس نماز پڑھتے، ان کا لڑکا قرآن کھول کر پیچھے کھڑا ہو جاتا اور جب حضرت انسؓ اٹک جاتے تو وہ انہیں لقمہ دیا کرتا:

کان انس یصلی وغلامه یمسك المصحف خلفه فاذا القایا فی آیة فتح علیه. (مصنف ابن ابی شیبة ص338، 2)

حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد بھی بوقت ضرورت قرآن کھول کر پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے تھے۔

سئل مالك عن اهل قریة لیس احد منهم جامعا للقراٰن اتری ان یجعلوا مصحفا یقراء لهم رجل منهم فیه قال لا باس به (قیام اللیل ص168)

عن احمد فی رجل یؤم فی رمضان فی المصحف فرخص فیه (ایضاً) یعنی اگر حافظ نہ مل سکے تو۔ اور یہی مسلک حضرت سعید بن المسیب کا تھا (ایضاً)

حضرت امام یحییٰ بن سعید انصاری بھی کہتے تھے کہ رمضان میں ایسا کر سکتے ہو۔

حضرت امام زہری سے اس کی بابت پوچھا گیا تو فرمایا: شروع سے ہی ایسا کرتے آرہے ہیں یعنی صحابہ اور تابعین! ہمارے بزرگ قرآن کھول کر پڑھتے آرہے ہیں۔

منذ کان الاسلام کان خیاءنا یقرؤن فی المصاحف (قیام اللیل ص168)

حضرت امام مروزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

حضرت امام ابو حنیفہؒ سے پہلے کوئی شخص بھی ہمیں معلوم نہیں جو کھول کر قرآن پڑھنے سے نماز کے فساد کا قائل ہو، جنہوں نے ایسا کیا ہے، وہ صرف اہل کتاب سے مشابہت کا خیال کرتے ہیں۔

لا نعلم احدا قبل ابی حنیفه افسد صلوٰته انما کره ذلك قوم لانه من فعل اهل الکتاب (قیام اللیل ص169)

احمد خان۔ ادارۂ تحقیقات اسلامی۔ اسلام آباد

اسلامی رصد گاہ

پچھلے سال رمضان المبارک 1393ھ میں مکہ مکرمہ میں رابطۂ عالمِ اسلامی نے دنیائے اسلام کے ماہرین فلکیات کو دعوتِ غور و فکر دی کہ ہجری کیلنڈر، معیاری وقت اور اسلامی مہینوں کے تعین کے بارے میں جو دقتیں در پیش ہیں انہیں کس طرح دور کیا جائے۔ چنانچہ تین دن تک بحث مباحثے کے بعد متفقہ طور پر کئی اور امور کے علاوہ ایک اسلامی رصد گاہ کے قیام کا بھی فیصلہ ہوا جو مکہ مکرمہ کے قریب قائم کی گئی ہے۔

اس رصد گاہ کے پہلے ڈائریکٹر جناب ڈاکٹر محمود خیری علی صاحب مقرر ہوئے ہیں جو طبعیات فلک (Astrophysios) کے پروفیسر ہیں۔ انہوں نے مجوزہ رصد گاہ کے مقاصد، تفصیلات اور پروگرام کے بارے میں رابطہ کے انگریزی مجلے The Journal of Muslim World League کے مئی 1944ء والے شمارے میں ایک عمدہ سا مضمون لکھا ہے۔ یہ اسی کا ترجمہ پیش خدمت ہے۔

اس مضمون سے آپ محسوس کریں گے کہ اسلامی دنیا اب بیدار ہو چکی ہے اور درپیش مسائل کو حل کرنے میں کس قدر تندہی سے کام لے رہی ہے تاکہ رفتارِ زمانہ اور ترقی یافتہ اقوام کے دوش بدوش چل سکے (مترجم) اس موقعہ کی قرار داد پر رابطہ کے اہم رکن جناب عبداللہ بن حمید شیخ الحرم المکی کے نقد 'تبیان الادلہ' کا اردو ترجمہ بھی کسی فرصت میں پیش کیا جائے گا۔ ان شاء اللہ

(ادارہ)

قبل از اسلام عرب لوگ صحراء میں سفر کرنے کے لئے ستاروں سے مدد لیتے تھے۔ سورج کے طلوع و غروب، اسی طرح چاند کے ظہور اور دیگر ستاروں کے نکلنے سے انہوں نے غیر سائنسی بنیادوں پر ان ستاروں کے مقامات اور ان کی حرکات کے باہمی تعلقات کے کچھ طریقے جان لیے تھے۔ انہوں نے ستاروں کو بروج و منازل کے اعتبار سے کئی گروہوں میں تقسیم کر رکھا تھا۔ نیز ان کے اسماء بھی مقرر کر رکھے تھے جو فلکیاتی لٹریچر میں آج تک مستعمل چلے آتے ہیں۔ خاص فاصلوں پر واقع مختلف ستاروں کی نسبت سے سورج کی جو حرکت بنتی ہے اور فضائی بسیط کے بڑے دائرے میں ان سب کی سالانہ حرکات معلوم کر لی تھیں اور اس کی مدد سے انہوں نے ان ستاروں کے محیط معلوم کر لیے تھے۔ ستاروں کے طلوع و غروب کے اوقات میں مشاہدات کی مدد سے وہ اس قابل ہو گئے تھے کہ انہوں نے زرعی موسموں کے وقوع اور موسمی مظاہر میں تھوڑا بہت تعلق جان لیا تھا۔

اسلام کی روشنی پھیلنے کے ساتھ بنیادی علوم اور ایمان کی بدولت مسلمان قدرت کے نظام کو سمجھنے اور کائنات کے فلسفہ کی کنہ میں جانے کے لئے بہت دلچسپی لینے لگے۔ عبادات کے ضمن میں انہوں نے نماز کے لئے مختلف مقامات پر اوقات کی تعیین میں اپنی وسعت علم سے کام لیا۔ اسی طرح انہوں نے حج کے ایام اور صحیح سمت قبلہ معلوم کرنے میں پوری تندہی دکھائی۔ جوں جوں اسلام پھیلتا گیا مختلف ممالک میں مسلمانوں نے طول بلد اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
www.KitaboSunnat.com

عرض بلد کے علاوہ دن کے مختلف اوقات کے لئے فلکیاتی مشاہدات کی ضرورت کو شدت سے محسوس کیا۔ عہد عباسی میں مسلمانوں کے بڑے بڑے شہروں میں کئی فلکیاتی رصد گاہیں قائم کی گئیں۔ یہ رصد گاہیں اندلس، سمرقند اور ان کے درمیان بغداد، دمشق، قاہرہ، اسکندریہ اور مراغہ کے علاوہ کئی اور مقامات پر بھی قائم ہوئیں۔ ان سائنسی اداروں نے ستاروں کی چمک، پوزیشن، حرکات اور دوائر حرکات کے مشاہدات کے ضمن میں بہت اچھا رول ادا کیا۔ ابن یونس، زرقانی الطواسی، خوارزمی اور ابوالوفاء کے مشاہدات اور جداول مسلمانوں کے اس میدان میں سعی و عمل کے نمونے ہیں۔ بعد کے ادوار میں مسلمانوں نے اس علم میں طول بلد و عرض بلد اور زمین کے میط کی تعیین جیسے جغرافیائی علوم بھی شامل کر لیے۔

عرب ماہرین فلکیات اپنے مشاہدات کے لئے اپنے بنائے ہوئے جو صحیح ترن مختلف آلات استعمال کرتے تھے ان میں اسطرلاب اور مزولہ بہت مشہور ہیں۔ جب تمام یورپ خوابِ غفلت میں سو رہا تھا۔ تب یہ گراں قدر علمی کام کئی صدیوں تک مسلمان ہی سرانجام دیتے رہے۔ یہ در حقیقت اس سلسلۂ علم کا ایک مضبوط حلقہ تھا جس کی پہلی کڑیاں یونانی، مصری، کلدانی، اہل فارس اور چینیوں کے علاوہ دیگر مختلف تھیں جن کو آج کوئی نہیں جانتا۔

اس عظیم نیک نامی والے سائنسی عہد کے بعد ایک لمبے عرصے تک مسلمان غیر فعال بن گئے ان پر تنزل طاری ہو گیا اور اس عرصہ میں کوئی قابل قدر کام سرانجام نہ دے سکے۔ اب صرف چند رصد گاہوں کے کھنڈرات باقی ہیں اور ایسی بہت سی رصد گاہیں اس دنیا سے ناپید ہو چکی ہیں۔ اس عرصے میں ان کے مشاہدات اور سارا علم اہلِ یورپ نے اچک کر لیا، مختلف زبانوں میں اِس کے ترجمے کئے اور اس کو بنیاد بنا کر اس کے مختلف شعبوں میں معتد بہ اضافہ کیا۔ موجودہ علمِ سائنس نے، جس میں فلکیات اور فضائے بسیط کے علوم بھی شامل ہیں، فی زمانہ حیران کن ترقی کی ہے۔ یہ دونوں علوم ترقی کے میدان میں نہ صرف آگے بڑھے ہیں بلکہ دیگر علوم سے گوئے سبقت لے گئے ہیں۔ اس وقت مسلمانوں کے لئے نہ صرف ضروری ہو گیا ہے بلکہ ان کے لئے یہ لابدی امر ہے کہ موجودہ وسائل اور اہلیت کے ساتھ اپنی خوابِ غفلت سے بیدار ہوں اور نہایت سریع سائنسی ترقی کے شانہ بشانہ چلنے کی سعی کریں۔

رصد گاہ کا قیام:

دنیا بھر کے مسلمانوں نے اب شدت کے ساتھ محسوس کیا ہے کہ ہجری کیلنڈر اور عربی مہینوں کی اہم تاریخوں کی تعیین میں جو الجھنیں اور غیر یقینی حالت ہے وہ (اس ظاہر کی دنیا میں) اسلام کو سخت نقصان پہنچا رہی ہے۔ مسلمان ہمیشہ کوشاں رہے ہیں کہ کسی طرح اس مشکل کو حل کر سکیں اور اس کے عمدہ حل میں جو بھی دقتیں ہیں انہیں دور کرنے میں ایسے طریق اختیار کیے جائیں جو دین اسلام کی روح اور قرآنی تعلیمات سے ٹکراتے نہ ہوں۔ اس دیرینہ اختلافی مسئلہ کو جو ہزاروں مسلمانوں سے متعلق ہے، رابطہ عالم اسلامی (مکہ) نے پوری طرح محسوس کیا ہے۔ کئی جلسوں میں اس مسئلے پر طویل بحث مباحثوں کے بعد مکہ کے قریب ایک اسلامی رصد گاہ کے قیام کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ یہ رصد گاہ رابطہ کو سائنسی بنیادوں پر فلکیاتی مشاہدات اور بالکل صحیح حساب کے ذریعے کئی مسائل کے حل کرنے میں مدد دے گی۔ یہ ایک ادارے کی حیثیت سے ہو گی جسے مسلم ممالک کے سائنس دان استعمال کر سکیں گے اور اس کام میں حصہ لے سکیں گے۔ اس میں شک نہیں کہ اس سائنسی ادارے کے قیام پر، جو تمام مسلمانوں کے فائدے کے لئے

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
www.KitaboSunnat.com

ہو گا، غیر صحت مند دماغوں کے حامل لوگ اسلام پر حملہ آور ہونے میں کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھیں گے۔ مگر یہ ادارہ ایسے لوگوں کے ذہنوں سے یہ بات کہ اسلام غیر ترقی یافتہ اور قدیم مذہب ہے کھُرچ کر نکالنے میں مکمل طور پر کوشاں رہے گا۔

اسلامی منشاؤ مقصد اور اتحاد کو مضبوط کرنے کی ضرورت کے پیش نظر شاہِ فیصل نے رابطہ کے لئے مکمل تائید و حمایت کا اظہار کیا ہے، اور رصد گاہ کے لئے مناسب جگہ اور اس منصوبے کو فوری طور پر قابلِ عمل بنانے کی اجازت دے دی ہے۔ رابطہ نے اس ذمہ داری کو فوری طور پر اپنے کندھوں پر اُٹھا لیا ہے۔ جس کے نتیجے میں رابطہ نے عالمِ اسلام کے ماہرین فلکیات کو دعوت دی جو پچھلے رمضان میں تین دن تک مکہ مکرمہ میں اکٹھے ہوئے اور انہوں نے اس منصوبے کی تنفیذ کے لئے تدابیر اور خاکہ تیار کیا۔

رصد گاہ کے لئے جگہ:

کسی رصد گاہ کے لئے مناسب جگہ کے چناؤ کا انحصار اس امر پر ہے کہ اس رصد گاہ کے مقاصد اور پروگرام کیا ہیں اور ان پروگراموں کے لئے مشاہدات کی نوعیت کیا ہے؟ تاہم چند ایسے امور ہیں جو ہر فلکی رصد گاہ کے قیام کے لئے نہایت اہم اور بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔ مناسب جگہ کے چناؤ میں مندرجہ ذیل باتوں کا خیال ضروری ہے۔

1. یہ جگہ شہر کی روشنی، آواز، دھوئیں اور دیگر ہنگاموں سے کافی فاصلے پر ہو۔
2. وہ جگہ اونچی پہاڑی پر ہو جو طبقۂ اسفل سے ذرا بلند ہو۔
3. وہاں بجلی، پانی وغیرہ کا مناسب انتظام ہو اور بذریعہ سڑک وہاں تک پہنچنا آسان ہو۔
4. اور دیگر سائنسی اداروں اور جامعات سے زیادہ دور نہ ہو۔
5. ساحل سمندر سے بھی زیادہ دور نہ ہو۔
6. یہ جگہ بادل، تند و تیز ہوائیں، بارش، کُہر، گرد کے بُرے اثرات کے لحاظ سے مناسب ہو۔
7. وہ جگہ مستقبل میں وسعت کا خیال رکھتے ہوئے منتخب کی گئی ہو۔

مکہ کے قریب مغرب میں سلسلۂ کوہ پر چند مقامات سے متعلق ابتدائی تحقیقات اور موسی عناصر کے تجزیے کے بعد، جس میں سات سال کا عرصہ لگا اور جزیرہ نمائے عرب میں پھیلے ہوئے کئی مقامات کا جائزہ لیا گیا، ایک علاقے کے بارے میں فیصلہ ہوا کہ ہمارے مشاہدات و تجربات کے لے یہ مناسب جگہ ہے۔ یہ مقام طائف کے قریب سطح سمندر سے 1500 میٹر اونچائی پر واقع ہے تاہم ابھی حتمی فیصلہ تب ہو گا جب منتخب کردہ جگہوں پر ایک لمبے عرصے میں کئی اور تجربات کیے جائیں گے۔

رصد گاہ:

یہ توقع کی جارہی ہے کہ اسلامی رصد گاہ، اپنے ابتدائی مراحل میں خصوصی اہمیت کے حامل پروگراموں پر عمل کرے گی۔ تاہم ان میں وقت

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کے ساتھ ساتھ ان پروگراموں سے متعلق دوسرے امور بھی شامل کیے جاتے رہیں گے۔ مجموعی طور پر یہ رصد گاہ ان امور پر کام کرے گی۔

(الف) 1. تعیین وقت

2. مشاہدۂ قمر

3. شمس اور اجرام فلکی پر تحقیقات

4. ہجری کیلنڈر

(ب) ان تمام امور کے بارے میں کمپیوٹر سنٹر کا قیام

(ج) ایک عمدہ لائبریری

(د) ان مقاصد کی تکمیل کے لئے بین الاقوامی اتحادِ عمل

تعیینِ وقت:

ایک دن میں زمین کے مغرب سے مشرق کی طرف گردش محوری کے نتیجے میں تمام کائنات کے اجرام شرق سے ظاہر ہوتے ہوئے اور مغرب میں غائب ہوتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ دن کی لمبائی کا انحصار اس امر پر ہے کہ اس کے وقت کا شمار چاند، سورج یا کس ستارے سے کیا گیا ہے؟ سیاروں و مدار تاروں اور دیگر ایسے اجرام فلکی کو اوقات وغیرہ کی تعیین کے سلسلے میں پیش نظر نہیں رکھا جا سکتا۔ کیونکہ ان کی حرکات بے قاعدہ ہوتی ہیں۔ اگر ہم کسی رات کچھ ستارے، شمس، قمر کو سمت الرأس میں دیکھیں اور اگلی رات بھی بعینہٖ مشاہدہ کریں تو اس طرح ہم شمسی، قمری اور کوبکی (Sidereal) دن کی بالکل صحیح ترین لمبائی متعین کر سکیں گے۔ ستاروں کی نسبت سے شمس و قمر کی جو رفتار ہے اِس کے سبب ان تینوں اقسام کے دنوں میں معمولی سا فرق ہے۔ ان اجرام فلکی پر مسلسل مشاہدات سے وقت کے مختلف النوع وقفوں کو متعین کیا جا سکتا ہے۔ یہی کام دنیا کی کئی رصد گاہوں میں انتہائی باریکی کے ساتھ کیا جا رہا ہے۔ اس وقت درست ترین وقت کے سگنل دنیا بھر میں مختلف رصد گاہیں نشر کر رہی ہیں جن میں واشنگٹن کی بحری اور برطانیہ میں گرین وِچ کی شاہی در صد گاہیں مرکزی حیثیت رکھتی ہیں۔

دنیائے اسلام میں مکہ مکرمہ کی حیثیت بہت اہم ہے۔ کرۂ ارض پر یہ مقدس ترین جگہ ہے جہاں خانہ کعبہ موجود ہے جس طرف مسلمان رخ کر کے نماز پڑھتے ہیں اور جہاں حج کے لئے جاتے ہیں۔ جغرافیائی اعتبار سے بھی مکہ (عرض بلد ۲۱ درجے ۲۴ء۵ منٹ شمالی اور طول بلد ۳۹ درجے ۵۲ء۵ منٹ مشرقی) دنیائے اسلام کے جو ۱۶۰ درجے طول بلد اور ۶۰ درجے عرض بلد سے زیادہ علاقے میں پھیلی ہوئی ہے، عین وسط میں واقع ہے۔ علاوہ بریں ہم دیکھتے ہیں کہ اس پورے علاقے میں بجز چند رصد گاہوں کے جو محدود طور پر اوقات کے تعیین کا کام کرتی ہیں، کوئی معیاری وقت (Standard Time) کا مرکز نہیں ہے۔ یہ امر شک و شبہ سے بالا ہے کہ مسلمانوں کا یہ عظیم پھیلا ہوا علاقہ معیاری وقت کا محتاج ہے۔ یہی وہ سبب ہے جو مکہ مکرمہ کو معیاری وقت کے تعین کے لئے مرکز بنانے پر مجبور کر رہا ہے۔ چنانچہ اس رصد گاہ کے قیام میں اس امر کا بھی خیال رکھا جائے گا کہ اوقات کو نشر کرنے

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
www.KitaboSunnat.com

والے سگنل دنیائے اسلام کے کونے کونے میں سنائی دے سکیں۔

مشاہدۂ قمر:

زمین کے گرد چاند کی گردش ایک قمری مہینے میں مکمل ہوتی ہے جس کی لمبائی کا اندازہ ستاروں، سورج و دیگر اجرام کی نسبت سے قمر کے متوالی انتقال مکانی سے کیا جاتا ہے۔ ہم یہاں قمر کی صرف ایک حرکت سے بحث کرتے ہیں جس کے نتیجے میں چاند کے کئی معلوم ممتاز جات ظاہر ہوتے ہیں۔ جب یہ چاند سورج اور زمین کے درمیان واقع ہوتا ہے تو اس کا روشن حصہ عین دوسری جانب ہوتا ہے اور زمین کے کسی حصے سے بھی نظر نہیں آسکتا، یہاں تک کہ اس کی یہ حالتِ قرآن ختم نہیں ہو جاتی۔ یہ خاص حالت پیدائش قمر کہلاتی ہے اور ایسے دو قرانوں کے درمیان کے عرصے کو قمری مہینہ کہتے ہیں جو ۲۹ دن ۱۲ گھنٹے ۴۴ منٹ اور ۲ء۸۷ سیکنڈ پر مشتمل ہوتا ہے۔ ہمیں چاند کا مدھم روشن حصہ نظر آنے کے لئے کچھ وقت کا گزر ناضروری ہوتا ہے جو عام طور پر بیس گھنٹوں کے لگ بھگ ہوتا ہے۔ اگر پیدائش قمر نصف شب سے ذرا بعد میں ہو تو یہ چاند اگلے دن غروبِ آفتاب تک ۱۸ گھنٹوں کی عمر کا ہو گا۔ اگر اس دن موسم عمدہ ہوا اور افق مغرب پر مناسب وقت (جو تیس منٹ سے کم نہیں) تک چاند رہا یہاں تک کہ اسے رات کی روشنی نے مدھم نہ کر دیا تو اس کا نظر آجانا ممکن ہوتا ہے مگر یہ سب شرائط کسی ایک مقام کے لئے ایک وقت میں شاذونادر ہی پوری ہوتی ہیں۔ اس کے ساتھ ہمیں مختلف مقامات پر غروبِ شمس و قمر میں جو وقت کا اختلاف ہے اس کا خیال بھی رکھنا ہو گا چونکہ اسلامی مہینے کی ابتداء اس دن سے شمار ہوتی ہے جو ظہور قمر کے بعد اگلی صبح سے شروع ہوتا ہے، اس لئے یہ نہایت ہی ٹیڑھے مسئلے کا سامنا کرنا پڑتا ہے کہ تمام مسلم ممالک کے لئے وہی ایک دن کیسے مقرر کریں۔ اس معاملے میں ہمیشہ سے اختلاف چلا آرہا ہے۔ تمام دنیائے اسلام کے اندر اسلامی مہینے کی ابتداء میں وحدت کے، مسئلے کو حل کرنے کے سلسلے میں اگر ہم واقعی صدق دل سے خواہش مند ہوں تو بہر حال کئی ایسے ذرائع ہیں جن کی مدد سے ہم ان دقتوں اور مسائل پر قابو پاسکتے ہیں۔ اس سے بڑھ کر اور عمدہ بات ہو گی کہ تمام دنیائے اسلام کے مسلمان متحدہ طور پر ایک ہی دن روزہ رکھیں اور ایک ہی دِن مذہبی تہوار منائیں۔ چنانچہ اسلامی رصد گاہ کا یہ کام ہو گا کہ وہ حرکات شمس و قمر کا حساب رکھے گی اور تمام اسلامی ممالک کے بڑے بڑے شہروں میں ظہورِ ہلال کی امکانی صورت کا تعین کرے گی۔ علاوہ بریں یہ رصد گاہ سورج، چاند اور دیگر قریبی اجرام فلکی کے بارے میں خالص سائنسی بنیادوں پر جدید ترین آلات کی مدد سے مشاہدات کرے گی اور متعلقہ امور میں ریسرچ کا کام بھی کرے گی۔

ہجری کیلنڈر:

موجودہ شمسی کیلنڈروں کے بنانے میں گرین وچ کی شاہی اور واشنگٹن کی بحری رصد گاہوں سے بہت مدد لی جاتی ہے۔ یہ رصد اہیں کئی ہزار سالوں کے لئے بہت مختصر مگر جامع جنتریاں نکالتی رہتی ہیں۔ یہ جنتریاں سورج چاند اور دیگر اجرامِ فلکی کے بارے میں اوقات کی تعیین اور دیگر فلکیاتی معلومات بہم پہنچانے میں سب سے زیادہ قابلِ اعتبار سمجھی جاتی ہیں۔ ان تقویموں میں دی گئی معلومات سادہ جدولوں کی صورت میں دی جاتی ہیں جو بلاشبہ کئی مقاصد کے لئے کافی ہوتی ہیں۔ چنانچہ یہ تقویمیں گریگوری کیلنڈر سے متعلق تمام معلومات کی امل ہوتی ہیں۔ مگر ہجری کیلنڈر میں سال کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابتداء کے تعیین میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ اس (اسلامی مہینے کی ابتداء) کا تعین مشاہدہ قمر اور اس کے حساب کے علاوہ دیگر پانچ پرکھ سے کیا جا سکتا ہے، جو ہیئت کے اعتبار سے خالصۃً پیدائش قمر پر منحصر ہوتا ہے یہ مختلف طرق و ذرائع بعض اوقات ٹھیک نہیں بیٹھتے۔ یہی وجہ ہے کہ موجودہ ہجری کیلنڈر میں بہت سا تفاوت ہے۔ ہر طبقۂ جانچ اپنے اندر کچھ خوبیاں رکھتا ہے اور اسی طرح کچھ سقم بھی۔ جب ہم اس کا فیصلہ کر لیں کہ ہجری کیلنڈر کے لئے ہم کون سا طریقہ اختیار کریں گے تو اس طرح ہمارے لئے یہ ممکن ہو جائے گا کہ آئندہ کئی سالوں کی تاریخ کا تعین کر سکیں۔ ایسے عالم گیر کیلنڈر کے لئے، جو تمام مسلم ممالک کے لئے کار آمد ہو گا، ایک متفقہ فیصلہ کرنا ہو گا جس کے تحت کسی ایک اسلامی ملک کا صدر مقام معیار قرار پائے گا۔ چنانچہ ہماری نظر میں دنیائے اسلام میں مکہ مکرمہ سے بڑھ کر کوئی اور مقام نہیں ہے جسے یہ ترجیح حاصل ہو۔

دُور بین:

یہ توقع کی جا رہی ہے کہ شمس و قمر اور دیگر اجرام فلکی کے مشاہدے کے لئے، منطقہ بروج کی روشنی اور فلک شِپ اور انہی سے متعلق کئی اور امور میں تحقیق کے لئے یہ رصد گاہ کئی دور بینیں نصب کرے گی۔ ان تحقیقات کے لئے یہ ضروری ہو گا کہ خاص قسم کی دور بینیں ہوں اور پھر انہیں کئی امدادی آلات سے بھی لیس کیا گیا ہو۔ یہ تمام تفصیلات ابھی طے نہیں پائی ہیں مگر توقع ہے کہ عنقریب اس بارے میں حتمی فیصلہ ہو جائے گا۔

کمپیوٹر اور لائبریری:

اس رصد گاہ میں ایک کمپیوٹر اور ایک عمدہ کتب خانہ قائم ہو گا۔ یہ کمپیوٹر ہجری کیلنڈر، فلکیاتی مشاہدات اور کمپیوٹر پروگرام سے متعلق، ہر ایک معاملے کا حساب رکھے گا۔ الیکٹرانک کمپیوٹر کی مدد سے بھی کچھ خاص کام کئے جائیں گے جو پٹرول اور معدنیات کے کالج واقعہ ظہران کے کمپیوٹر سنٹر میں ہوں گے۔ یہ بھی منصوبہ بنایا گیا ہے کہ مجوزہ لائبریری میں بتدریج اسلامی لٹریچر اور مخطوطات کے علاوہ علم ہیئت سے متعلق موجود عہد کے لٹریچر، اٹلس اور مجلات و رسائل کا ایک اچھا خاصا ذخیرہ رکھا جائے گا۔

بین الاقوامی تعاون:

یہ امر نہایت ہی خوش آئند ہے کہ سعودی عرب کی کئی یونیورسٹیوں نے یہ خواہش ظاہر کی ہے کہ وہ اس رصد گاہ کے پروگراموں میں پورا پورا حصہ لیں گی اور اپنے ہاں سے ماہرین سائنس کی مدد سے جو طبیعات اور ریاضی کے گریجویٹ ہوں گے، رصد گاہ کے کاموں میں مدد و معاون ہوں گی۔ مستقبل قریب میں اس امر کے لئے علم فلکیات کے گریجوئیٹ بھی مہیا کیے جا سکتے ہیں۔ ایک مشترکہ کمیٹی کے فیصلوں کے مطابق اس امر کا بھی امکان ہے کہ سعودی حکومت کے جامعات اور سائنسی ادارے اس معاملے میں رصد گاہ کے ساتھ مکمل تعاون کریں گے۔ یہ سائنسی تعلق صرف سعودی حکومت کے اداروں تک ہی محدود نہ رہے گا بلکہ مستقبل میں اس تعاون کا دائرہ کار تمام دنیائے اسلام کی مخصوص رصد گاہوں تک بڑھ جائے گا۔ اس معاملے میں دنیا بھر کی دیگر رصد گاہوں سے تعاون کی بھی مکمل امید ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
www.KitaboSunnat.com

کوئی رصد گاہ بھی اکیلے اپنے طور پر کسی مسئلے کا حل تلاش نہیں کر سکتی جب تک کہ اسے باہر سے ایسا تعاون حاصل نہ ہو۔ ان فلکیاتی مشاہدات میں کئی خصوصی امور شامل ہوتے ہیں اور دنیا بھر کی رصد گاہوں میں کئی تکنیک اور مختلف آلات کی مدد سے ان کے حل تلاش کئے جاتے ہیں۔ ان میں بعض اوقات صرف ایک ہی ستارے سے متعلق مشاہدات ہوتے ہیں، بعض دفعہ کئی ستاروں کے ایک گروپ کا مشاہدہ کیا جاتا ہے اور کبھی یوں بھی ہوتا ہے کہ ایک مسئلہ ایک خاص عرصہ تک اس امر کا متقاضی ہوتا ہے کہ اسے ایک خاص اندازِ مشاہدہ اور خصوصی آلات کی مدد سے حل کیا جائے۔ جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ کوئی ستارہ کرّہ ارض کے مختلف مقامات پر یا کسی ایک خاص وقت میں نظر نہیں آسکے گا تو اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ کس قدر یہ لابدی امر ہے کہ دوسرے ایسے اداروں سے قریبی تعلقات پیدا کیے جائیں اور ان سے ضروری مدد لی جائے۔ ایسے امور کے لئے بین الاقوامی فلکیاتی یونین بہت مددگار ثابت ہوتی ہے۔ یہ تعاون متصل واقع مسلم ممالک جیسے الجزائر، لیبیا، مصر، ترکی، شام، پاکستان اور انڈونیشیا کی رصد گاہوں سے ہو سکتا ہے۔

یہ امر بہت اہم اور دلچسپی کا حامل ہو گا کہ مستقبل میں ایک ٹریننگ سنٹر قائم کیا جائے جو تمام مسلمانانِ عالم کو اس قابل بنا دے کہ ایسے معاملات میں ان میں اس امر کی سوجھ بوجھ پیدا ہو جائے کہ انہیں اپنے اپنے ممالک اور دائرۂ اختیار میں کن کن اصولوں کی پابندی کرنی ہو گی یا انہیں کام میں لانا ہو گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
www.KitaboSunnat.com

ثناءاللہ بلتستانی۔اسلامی یونیورسٹی مدینہ منورہ

اسلامی یونیورسٹی مدینہ منوّرہ کی اعلیٰ مشاورتی کمیٹی کی سفارشات

دراجلاس ششم ربیع الآخر ۱۳۹۴ھ

الحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ وسلم وبارك علی عبدہ ورسولہ نبینا محمد وعلی الہ وصحبہ اجمعین۔

فضیلۃ الشیخ عبد العزیز بن باز چانسلر اسلامی یونیورسٹی مدینہ منورہ وصدر اعلیٰ مشاورتی کمیٹی یونیورسٹی ہذا کی دعوت پر یونیورسٹی کی اعلیٰ مشاورتی کمیٹی کا چھٹا اجلاس ہوا، اجلاس کی کاروائی نو روز تک چلتی رہی ہر روز ایک نشست ہوئی۔ تمام تر اجلاس چانسلر یونیورسٹی کی صدارت میں ہوا، اس اجلاس میں حسبِ ذیل ماہرین تعلیم، ممتاز علماء اور مفکرین نے شرکت کی۔

1. شیخ ابو بکر جومی چیف جسٹس شمالی نائیجیریا
2. شیخ ابو الحسن علی ندوی ناظم اعلیٰ ندوۃ العلماء لکھنؤ (بھارت)
3. ڈاکٹر احمد محمد علی ڈپٹی سیکرٹری وزارت تعلیم سعودی عرب
4. شیخ حسنین محمد مخلوف سابق مفتی مصر
5. ڈاکٹر سید محمد الحکیم پروفیسر شریعت کالج یونیورسٹی ہذا
6. شیخ عبد العزیز الفدا ناظم تعلیمات ریاض یونیورسٹی (سعودی عرب)
7. شیخ عبد الروف اللبدی پروفیسر شریعت کالج یونیورسٹی ہذا
8. شیخ عبد العزیز محمد عیسیٰ وزیر امور ازہر (مصر)
9. شیخ عبد اللہ العقیل وزیر اوقاف وامور دینیہ (کویت)
10. ڈاکٹر محمد باقر پروفیسر ٹریننگ کالج ریاض یونیورسٹی
11. ڈاکٹر محمد امین المصری نگران اعلیٰ تعلیم ملک عبد العزیز یونیورسٹی (مکہ مکرمہ)
12. شیخ محمد بہجت اثری سابق وزیر اوقاف (عراق)
13. ڈاکٹر محمد حبیب خوجہ پرنسپل زیتونیہ کالج (برائے شریعت واصولِ دین) تونس
14. شیخ محمد المبارک مشیر ملک عبد العزیز یونیورسٹی (جدّہ)
15. شیخ مصطفیٰ احمد العلوی مہتمم دار الحدیث الحسینیہ (رباط مراکش)

بعض نامساعد حالات وناگزیر وجوہ کی بنا پر حسب ذیل اراکین کمیٹی تشریف نہ لا سکے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
www.KitaboSunnat.com

1. شیخ محمد امین الحسینی سابق مفتیٔ اعظم فلسطین
2. شیخ عبد اللہ الغوشہ چیف جسٹس اردن
3. مولانا سید ابو الاعلیٰ مودودی سابق امیر جماعت اسلامی پاکستان
4. شیخ محمد محمود الصواف مشیر وزارت تعلیم (سعودی عرب)

اعلیٰ مشاورتی کمیٹی نے ان اجلاس میں ان بلوں کو پاس کیا جنہیں یونیورسٹی کی انتظامیہ کمیٹی نے بحث و تمحیص کے لئے اعلیٰ مشاورتی کمیٹی کے سامنے پیش کیا تھا وہ تین بل حسب ذیل ہیں۔

1. قرآن کالج برائے علومِ قرآن
2. دعوت و تبلیغ کے لئے مرکز کا قیام
3. شریعت کالج اور دعوت و اصولِ دین کے نصاب میں ترمیم و اضافہ

قرآن کالج کے پلان سے متعلق چند باتیں

چونکہ اسلامی یونیورسٹی مدینہ منورہ کی بنیاد ایک عظیم مقصد کے تحت رکھی گئی اور ایک واضح نصب العین کے لئے یونیورسٹی کا قیام عمل میں آیا ہے وہ یہ کہ اس میں زیرِ تعلیم طلبہ کو قرآن و حدیث میں نکھری ہوئی اسلامی ثقافت و تہذیب کے زیور سے آراستہ و پیراستہ کرنا، ان کو اخلاق و کردار اور گفتار میں امت کے لئے نمونہ اور قابلِ تقلید بنانا، اور چونکہ قرآن مجید تمام نیکیوں کی بنیاد اور اللہ کا وہ کلام پاک ہے جس کی تلاوت بندوں پر لازمی اور ضروری ہے۔ نیز قرآن کی حفاظت اپنے ذمہ لی ہے۔ یہ ایسی کتاب عزیز ہے جس پر کسی صورت باطل کا غلبہ نہیں ہو سکتا، مولائی حکیم و حمید کی جناب سے نازل کیا ہوا کلام ہے۔ اس لئے یونیورسٹی کے ارباب حل و عقد کی یہ دیرینہ خواہش تھی کہ جس قدر ممکن ہو قرآن مجید کی تعلیم کی طرف خصوصی توجہ دی جائے اور اس کے لئے اعلیٰ پیمانے پر کام کیا جائے اور یہ اسی وقت ممکن تھا جب کہ یونیورسٹی میں دوسرے کالجوں کی طرح قرآنی تعلیم کے لئے ایک مستقل کالج کھولا جائے۔ چنانچہ 'قرآن کالج' کے نام سے اس کا خاکہ تیار کیا گیا اور اسے اعلیٰ مشاورتی کمیٹی کے سامنے پیش کر دیا گیا۔ کمیٹی نے اس اقدام کو بہت ہی مستحسن قرار دیتے ہوئے کچھ ترمیم و اضافہ کے بعد اسے پاس کر دیا اور قرآن مجید پر خصوصی توجہ دیتے ہوئے قرآن کالج قائم کرنے پر یونیورسٹی والوں کا شکریہ ادا کیا اور اس ضمن میں حسب ذیل تجاویز باتفاق رائے پاس کی گئیں۔

1. قرآن مجید کی خصوصی تعلیم کے لئے یونیورسٹی میں ایک کالج قائم کیا جائے جس کا نام 'قرآن کالج' ہو۔
2. اس کالج میں مدت تعلیم چار سال ہو گی۔
3. تلاوتِ قرآن کے علاوہ باقی تمام مضامین کا امتحان تحریری ہو گا لیکن کالج کی کمیٹی تقریری امتحان کے لئے ہر سال چار مضامین کا انتخاب کرے گی اور ۵۰ فی صد نمبر حاصل کرنے والے کو کامیاب قرار دیا جائے گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
www.KitaboSunnat.com

4. قرآن کالج میں داخلہ کی شرائط وہی ہیں جو جامعہ کے دوسرے کالجوں کے لئے ہیں۔ البتہ اس کالج میں داخلہ کے امیدوار کا حافظِ قرآن ہونا لازمی ہے اور اس کے لئے داخلہ سے پہلے خصوصی امتحان لیا جائے گا۔
5. ملکی ضرورت کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے اس کالج میں سعودی طلبا کی تعداد ۵۰ فی صد مقرر کی گئی ہے۔
6. قرآن کالج میں مندرجہ ذیل مضامین پڑھائے جائیں گے۔

1. تلاوتِ القرآن	2. المدخل الی علم القراءات	3. القراءات السبع
4. القراءات الشاذۃ	5. التوجیہ القراءات	6. تاریخ المصحف
7. الوقف والابتداء	8. الرسم والضبط	9. عدّالآی
10. علوم القرآن	11. اعجاز القرآن وبلاغتہ	12. التفسیر
13. التوحید	14. الحدیث	15. النحو والصرف
16. البحث والمراجع		

مذکورہ بالا مضامین پر مشتمل اسباق کی تقسیم اسی خاکہ کے مطابق ہو گی جس پر اس کالج کا پلان تیار کیا گیا ہے اور دیگر امور کے طریقہ کار کے لئے ایک مفصل نصابِ تعلیم شائع کیا جائے گا۔

یونیورسٹی میں دعوت و تبلیغ کے ایک مرکز کا قیام

یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہئے کہ یہ یونیورسٹی کوئی علاقائی، ملکی، قومی اور صوبائی یونیورسٹی نہیں ہے اور نہ یہ نصابی یونیورسٹی ہے، بلکہ یہ ایک علمی، عملی، عالمی اور اسلامی عظیم الشان سرچشمہ اور ادارہ ہے جو عالم اسلام کے مسلمانوں کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے ایک اکیڈمی اور مرکز ہے، یونیورسٹی نے اپنا پیغام عام کرنے کے لئے اسی طریقہ اور نصب العین کو سامنے رکھا ہے جو اسلام نے روزِ اوّل سے پیش کیا تھا یعنی علم کو عملی زندگی کے لئے ایک بنیاد بنانا اور تعلّم سے طریقۂ تعلیم بتلانا۔ چنانچہ یونیورسٹی نے اپنا پیغام چہار دانگ عالم میں پہنچانے کے لئے ایک ٹھوس پروگرام بنایا ہے، یونیورسٹی کی سرگرمیاں اور جدوجہد صرف یہ نہیں ہیں کہ وہ زیرِ تعلیم طلباء کو تعلیم دے اور فارغین کو سند فراغت دے بلکہ اس کے علاوہ ایک عظیم مقصد اور منصوبہ ہے جسے عملی جامہ پہنانا اسلامی و اخلاقی فریضہ ہے۔ چونکہ تمام عالمِ اسلام کی نظریں مدینہ منورہ پر ہیں اس لئے مسلمانانِ عالم نے اپنی امیدیں، نیک توقعات یونیورسٹی کے ساتھ وابستہ کر رکھی ہیں۔ چنانچہ اس ادارہ نے کثیر المقاصد دعوت و تبلیغ کے میدان میں اپنی کاوشوں اور سعی و تبلیغ کو ثمر آور بنانے کے لئے عملی اقدام کا آغاز کیا ہے اور دنیا کے اطراف و اکناف کے مسلمانوں کے مسائل کو حل کرنے کے لئے اپنی جدوجہد تیز کر دی ہے۔ اسی سلسلہ کی پہلی اہم کڑی یہ ہے کہ یونیورسٹی کی انتظامیہ نے دعوت و تبلیغ کی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے ایک مرکز کے قیام کو اہمیت دی اور اس کا پلان بنا کر آخری شکل دینے کے لئے اعلیٰ مشاورتی کمیٹی کے اجلاس میں پیش کر دیا۔ چنانچہ اس کمیٹی نے کافی غور و خوض اور بحث و تمحیص کے

بعد اس پلان کی منظوری دیتے ہوئے حسب ذیل سفارشات کیں۔

1. اسلامی یونیورسٹی مدینہ منورہ میں ایک مرکز قائم کیا جائے جس کا نام 'دعوت و تبلیغ مرکز' (مرکز شئون الدعوۃ) ہو۔
2. یہ مرکز براہِ راست چانسلر یونیورسٹی کی سرپرستی میں ہو گا۔
3. تبلیغی مرکز کا ڈھانچہ حسب ذیل امور پر مشتمل ہو گا۔
    a. جامعہ کے علمی پروگراموں کو دعوت و تبلیغ کے میدان میں عملی جامہ پہنانے کی کوشش کرنا۔
    b. یونیورسٹی ہذا کی سرگرمیوں کو دوسری اسلامی تنظیموں، یونیورسٹیوں اور عظیم شخصیات کی سرگرمیوں سے ہم آہنگ بنانا جو کہ دعوت و تبلیغ کے میدان میں سرگرمِ عمل ہیں اور ان سے رابطہ قائم رکھتے ہوئے عملی تعاون کے لئے تمام تر وسائل کو بروئے کار لانا۔
    c. تمام دنیا کے مسلمانوں کے حالات معلوم کرنا نیز ان کے دینی و اجتماعی احوال و ظروف سے باخبر رہنا اور خاص کر ان ملکوں اور علاقوں کے مسلمانوں کی طرف توجہ دینا جو کہ دینی، معاشی، تعلیمی و ثقافتی ہر لحاظ سے پسماندہ ہیں اور ان کی امداد و تعاون، دینی معاملات میں رہنمائی کے لئے مختلف ذرائع اختیار کرنا۔
    d. ملحدانہ مذاہب، گمراہ کن دعوتیں، اسلام دشمن نظریات، بدعات و انحرافات کے مختلف اقسام کا پورا پورا مطالعہ کرنا، مستشرقین اور ان کے ہمنوا و خوشہ چینیوں کو دندان شکن اور مسکت جواب دیتے ہوئے ان کے ابطال کے لئے وسائل و پروگرام بنانا، اسلامی تنظیموں، معاشرہ اور سوسائٹی کو ان باطل افکار سے پاک کرنا۔
    e. دعوتِ اسلامیہ کے سلسلہ میں بحث و تحقیق اور مطالعہ کے لئے لیکچروں اور مذاکرات کا انتظام کرنا اس کے لئے مقتدر علماء اور مفکرین کو مدعو کرنا جو علمی سطح پر یہ کام کریں۔ ان مباحث، حاصل مطالعہ اور تقاریر کو مفید تر و سود مند بنانے کے لئے مرکز دعوت کے رسالہ اور دیگر نشر و اشاعت کے وسائل کے ذریعہ مختلف زبانوں میں پیش کرنا۔
    f. تبلیغ و اشاعتِ اسلام کے میدان میں جامعہ کے فارغین سے رابطہ قائم کیا جائے جو کہ اپنے ملکوں میں قرآن و حدیث کی شمع کو فروزاں کرنے کے لئے شبانہ روز کوشاں ہیں اور ہر ممکن وسائل سے ان کی امداد کی جائے۔
4. یہ مرکز حسبِ قاعدہ ایک ایسے ڈائریکٹر کی سرکردگی میں کام کرے گا جس کا تعین چانسلر یونیورسٹی کرے گا، مرکز کا چارٹ اس کی تعیین کے کوائف متعین کرے گا۔
5. مرکز کے لئے ایک کمیٹی مندرجہ ذیل اراکین پر مشتمل ہو گی۔
    a. رئیس الجامعہ یا ان کے نائب — صدر کمیٹی
    b. مدیر المرکز (ڈائریکٹر) — رکن

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
www.KitaboSunnat.com

c. یونیورسٹی کے کالجوں کے پرنسپل حضرات ارکان

d. جامعہ کی تعلیمی کمیٹی کے مزید دو ارکان رئیس الجامعہ دو سال کی مدت کے لئے نامزد کرے گا۔ کمیٹی کے صدر کو یہ اختیار حاصل ہو گا کہ کمیٹی میں شرکت کے لئے دیگر اہل بصیرت کو اپنی صوابدید کے مطابق دعوت دے تاکہ ان کی آراء اور مشوروں سے فائدہ اُٹھایا جاسکے۔

مجلس کے اختیارات

(الف) جنرل پالیسی متعین کرنا اور ایسے وسائل بروئے کار لانا جو مرکز کے مقاصد پورے کریں۔

(ب) سالانہ کارکردگی کی اسکیم تیار کرنا اور بجٹ تیار کرنا۔

(ج) ایک بورڈ کا قیام جو ہر شعبہ کے اختیارات متعین کرے گا اور ان کو منظم کرے گا۔

7. کمیٹی کا کم از کم تین ماہ میں ایک اجلاس ہو گا اس کے علاوہ صدر کو اختیار ہو گا کہ ہنگامی اجلاس بلائے۔

8. کمیٹی کی قراردادیں کثرت رائے سے طے ہوں گی اور کوئی قرارداد تاوقتیکہ رئیس الجامعہ اس کی توثیق نہ کرے قابل نفاذ نہ ہو گی۔

9. مرکز شئون الدعوۃ سے متعلق تنظیمی قواعد کی تکمیل کروانے کا حق جامعہ کو ہو گا۔

جامعہ کی انتظامیہ کے بارے میں قرارداد

کمیٹی نے تجویز پیش کی کہ جامعہ کے نظام پر نظر ثانی کی جائے اور اس کو ایسے رنگ میں رنگا جائے کہ وہ اپنے اعلیٰ مقاصد کے لئے زیادہ سے زیادہ وسائل بروئے کار لاسکے۔ چنانچہ ملک میں مقیم ارکان کی ایک کمیٹی بنائی گئی جن کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

1. ڈاکٹر عبدالعزیز الفدا ناظم ریاض یونیورسٹی

2. ڈاکٹر احمد محمد علی ڈپٹی سیکرٹری وزارت تعلیم سعودیہ

3. ڈاکٹر کامل محمد باقر پروفیسر ٹریننگ کالج ریاض یونیورسٹی

یہ کمیٹی نظام کے بارے میں غور کرے اور اپنی معلومات سے جامعہ کو مطلع کرے تاکہ آئندہ جامعہ کے ساتویں اجلاس میں اس کو بطور رپورٹ اعلیٰ کونسل کے سامنے پیش کیا جائے۔

دعوتی امور کے متعلق قرارداد

1. بیرونِ ملک دُعاۃ کو سہولت بہم پہنچانے کی کوشش کی جائے خواہ وہ جامعہ کے اساتذہ ہوں یا طلبہ۔

2. تبلیغ اور مبلغین سے متعلق زیادہ سے زیادہ کتابوں کو حاصل کرنے پر پوری توجہ کی جائے تاکہ طلبہ اس کا مطالعہ کر سکیں اور مستفید ہوں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

3. مختلف زبانوں میں اسلامی کتابیں وافر مقدار میں اکٹھی کی جائیں اور وسیع پیمانہ پر دنیا کے گوشہ گوشہ میں تقسیم کی جائیں۔
4. دنیا میں اسلام کی تبلیغ و اشاعت کرنے والوں سے روابط مضبوط کیے جائیں خواہ وہ انفرادی طور پر کام کر رہے ہوں یا جماعتی طور پر، تاکہ ان کے تجربوں سے فائدہ اُٹھایا جا سکے اور ان کے ساتھ مل کر کام کرنے کی راہ ہموار ہو۔

طلباء سے متعلق تجاویز

1. جامعہ کے سرپرست اور اساتذہ طلبہ کے ذہن میں صحیح عقیدہ اور ایمان مستحکم کرنے کی زیادہ سے زیادہ کوشش کریں اور یہ باور کرائیں کہ اسلام وہ نظام پیش کرتا ہے جو عقیدہ و بندگی، اصول و قوانین اور طرزِ زندگی کے ہر شعبہ پر مشتمل ہے اور یہ کہ دعوتِ اسلام ہر مسلمان پر فرض ہے اور اس کی انجام دہی، کتاب و سنت کے فہم و مطالعہ، دعوت کے اصولوں سے واقفیت۔ عوام کی مزاج شناسی اور لوگوں تک اپنی بات پہنچانے کا صحیح طریقہ اپنانے کے بعد ہی ہو سکتی ہے اور یہ کہ دعوت الی اللہ کا راستہ بہت دشوار گزار اور صبر آزما ہے۔ یہ اللہ کے پیغمبروں اور رسولوں کا طریقہ ہے۔ نیز طلبہ کو اس بات کی ترغیب دلائیں کہ وہ لوگوں کے لئے بہترین نمونہ بنیں اور اسلامی تعلیمات کو روز مرّہ کی زندگی میں عملی جامہ پہنا کر مثال قائم کریں۔ گویا ان کے عملی کردار سے عوام کے اذہان، گفتار و کردار میں کتاب و سنت اور سلف صالحین کا طرزِ حیات پھلے پھولے۔
2. طلبہ کو تقریر و وعظ کے اسلوب کی مشق کرائی جائے اور مناسب وقتوں میں خطابات و مقالات کے لئے ان کے اجتماعات منعقد کیے جائیں۔
3. طلبہ کو بحث و تحقیق کی مشق کرائی جائے، ان کو استقلالِ فکر نیز قدیم و جدید کے مفید منبع سے استفادے کا عادی بنایا جائے۔
4. علمی و ثقافتی رحلات کا اہتمام کیا جائے تاکہ وہ سعی و کوشش کے عادی ہوں اور اس سلسلہ میں انعامات سے ان کی حوصلہ افزائی کی جائے۔
5. طلبہ کو مفید کتابوں کے مطالعہ اور اس کے بعد ان کے نوٹ تیار کرنے کی ترغیب دی جائے۔
6. طلبہ کو اپنے وطن کے بارے میں معلومات فراہم کرنے کی ترغیب دلائی جائے جن سے مفید اشیاء کو جامعہ کے مجلہ 'الجامعۃ الاسلامیۃ' اور اس کے علاوہ دیگر جرائد میں شائع کیا جائے۔
7. طلبہ کی آپس میں فصیح عربی میں بات چیت پر زور دیا جائے اور اساتذہ کو بھی اس کی طرف خاص توجہ دلائی جائے۔
8. طلباء کو ان کے لباس اور رہن سہن میں طالبعلمانہ شان اختیار کرنے اور ہر قسم کے حالات میں اسلامی شعار اپنانے کی زیادہ سے زیادہ توجہ دلائی جائے۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com